بسم اللہ الرحمن الرحیم
ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا
"اور جسے حکمت (فہم دین) عطا ہوئی تو بے شک اسے بڑی ہی خیر عطا ہوئی"
جواہر الرشید
یعنی
ہزاروں زریں ملفوظات میں سے منتخب
صد پند لقمان
علماء و مفتیان کرام، اساتذہ و مشائخ عظام، طلبہ و صلحاء و اہل تبلیغ کی خدمت میں
گلِ صد برگ
ملفوظات
۳
فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم
ناشر
الرَّشِید

نام کتاب ⟵ جواہر الرشید
وعظ ⟵ فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب
دامت برکاتہم
تاریخ طبع ⟵ ذی الحجہ ۱۴۲۰ ہجری
تعداد ⟵ ۲۲۰۰
مطبع ⟵ قریشی آرٹ پریس۔ فون:۔ ۶۶۸۶۰۸۳
ناشر ⟵ الرشید

ملنے کا پتہ

کتاب گھر السادات سینٹر بالمقابل دار الافتاء والارشاد
ناظم آباد۔ کراچی
فون نمبر.....۶۶۸۳۳۰۱ فیکس نمبر.....۶۳۳۶۶۶ ـ ۰۲۱

فاروق اعظم کمپوزنگ

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ

جلد ثالث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواہر الرشید

① کام کی زیادتی رحمت ہے:

مجھ پر جب کاموں کا بہت زیادہ دباؤ ہوتا ہے تو ایک نقشہ سامنے آجاتا ہے کہ کوئی بہت بڑا تاجر اپنی تجارت میں مشغول ہے، خریداروں کا ہجوم اس کے سامنے ہے کسی دیکھنے والے نے یوں سمجھا کہ بے چارہ بہت بڑی پریشانی میں ہے اور بہت تھکا ہوا ہے اس سے کہا کہ بھائی! ذرا آرام کرلیں بہت تھکے ہوئے اور بہت پریشان معلوم ہورہے ہیں تو تاجر جواب میں کہتا ہے کہ جو تمہیں پریشانی نظر آرہی ہے وہ میرے لئے رحمت ہے اور اس میں مجھے ایسی لذت محسوس ہورہی ہے کہ اس پر دنیا بھر کی لذتیں قربان۔

لذت مے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

لذت این بادہ نہ دانی بخدا تانچشی

ایسا شخص اگر کبھی اپنی مشغولیت اور اس کی وجہ سے تھکاوٹ کی کہیں شکایت کرتا ہے تو عین شکایت کی حالت میں بھی اس کے دل کا سرور اس کے چہرے پر نمایاں نظر آتا ہے۔

(۲) غیر محرم سے معاملہ میں احتیاط:

خواتین کے خطوط کے جواب میں میں اپنے دستخط ان کے دستخط سے دور کرتا ہوں۔

(۳) قوانین کی پابندی میں سختی:

مدارس دینیہ میں بھی یہ غلط نظریہ چل پڑا ہے کہ قوانین تو بہت سخت بنائے جائیں مگر ان پر عمل کروانے میں نرمی اور تسامح سے کام لیا جائے۔ اس میں یہ مفاسد ہیں:

❶ لوگوں میں نمائش۔
❷ قانون کی بے وقعتی۔
❸ اساتذہ، طلبہ اور عملہ کی اصلاح کی بجائے افساد۔

صحیح طریقہ یہ ہے کہ قانون تو بنایا جائے حدود شرع کے اندر نرم سے نرم مگر اس کی پابندی سختی سے کروائی جائے۔

(۴) شیخ سے تعلق کا اصول:

کسی شیخ کے ساتھ اصلاحی تعلق قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خوب سوچ

سمجھ کر اور حالات کا خوب خوب جائزہ لے کر پورا اطمینان حاصل کرنے کے بعد تعلق قائم کیا جائے پھر بلاضرورت تبدیل نہ کیا جائے، کسی غیر کی طرف ہرگز نظر نہ جائے۔ اگر تبدیل کی کوئی سخت ضرورت پیش آجائے تو شیخ اول کو بتائے بغیر خاموشی سے کھسک جائے۔ غیر سے تعلق رکھنے کے بارہ میں شیخ کو بتانا یا شیخ سے اجازت لینا ایسا ہی ہے جیسے کوئی عورت شوہر سے کہے کہ فلاں شخص سے نکاح کرنا چاہتی ہوں اجازت دے دیجئے (اس کی تفصیل وعظ "بیعت کی حقیقت" میں ہے۔ جامع)

⑤ عبث تحقیق سے بچیں:

بعض لوگ اس بات کی بہت تحقیق کرتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی۔ یہ عبث ہے، اس کوشش میں لگنا لغو ہے اس کی بجائے جو اصل کام ہے اس کی کوشش کرنی چاہئے یعنی آخرت کی تیاری کی کوشش۔ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تونے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ (متفق علیہ)

قرآن مجید میں بھی اس پر تنبیہ فرمائی گئی ہے:

﴿یسئلونک عن الساعة ایان مرسٰها ۝ فیم انت من ذکرٰها ۝ الی ربک منتهٰها ۝ انما انت منذر من یخشٰها ۝﴾ (۷۹ - ۴۲ تا ۴۵)

"یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا (سو) اس کے بیان کرنے سے آپ کا کیا تعلق اس (کے علم کی تعیین) کا مدار صرف آپ کے رب کی طرف ہے (اور) آپ تو صرف (اخبار اجمالی سے) ایسے شخص کو ڈرانے والے ہیں جو اس سے ڈرتا ہو۔"

فکر آخرت پیدا کریں ڈرتے رہیں، تیاری کریں یہ نہ پوچھیں کہ قیامت کب آئے گی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عاشوراء کے دن جب، جمعہ ہوگا تو قیامت اس میں آئے گی۔ اس میں ایک بہت بڑی قباحت یہ بھی ہے کہ قمری حساب میں آٹھ سال بعد وہی دن اسی تاریخ میں لوٹ کر آتا ہے سو جب کسی سال میں عاشوراء کا دن جمعہ کو پڑا اور قیامت نہیں آئی تو یہ لوگ بالکل مطمئن ہوجائیں گے کہ کم از کم آٹھ سال تک تو قیامت نہیں آئے گی۔

⑥ خانقاہ میں حاضری کی ضرورت:

خانقاہ میں وعظ و تذکیر کا سلسلہ ہو یا نہ ہو بہرحال اہل سلسلہ کے لئے خانقاہ میں حاضری کا معمول بنانا لازم ہے، یہ مسئلہ اگرچہ شرعاً، عقلاً اور طبعاً ہر لحاظ سے بہت ہی واضح اور دنیا بھر کے مسلمات میں سے ہے لیکن برائے نام عاشقوں میں اتنی عقل نہیں، اس لئے اس کی وجوہ بتاتا ہوں:

❶ مقامات مبارکہ سے برکت حاصل کرنا قرآن، حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

❷ خانقاہ میں بار بار حاضری سے شیخ کے ساتھ محبت و عقیدت بڑھتی ہے اور جس قدر محبت و عقیدت بڑھے گی اسی قدر فیض زیادہ حاصل ہوگا۔

❸ بار بار حاضری میں محبت و عقیدت کا اظہار ہے اور شرعاً، عقلاً و تجربۃً محبت و عقیدت کا اظہار محبت و عقیدت میں ترقی کا نسخۂ اکسیر ہے۔

❹ بار بار حاضری شیخ کی نظر عنایت اور خصوصی دعاء اور توجہ کا ذریعہ ہے۔

❺ خانقاہ میں اللہ کی خاطر جمع ہونے والے قلوب کی برکت سے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور فکر آخرت پیدا ہوتی ہے۔

❻ خانقاہ تک آمد و رفت کی مشقت و مصارف برداشت کرنے اور وقت صرف

کرنے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے۔

⑦ علاج کی طرف توجہ نہ کرنے کی وجوہ:

علاج کی طرف جو میں توجہ نہیں کرتا اس کی دو وجہیں ہیں:

❶ دوسرے لوگوں کو علاج کا شوق ہوتا ہے جبکہ مجھے علاج سے طبعی وحشت ہے۔

❷ یہاں کا عملہ خدمات دینیہ میں بہت مشغول رہتا ہے ان سے اپنا ذاتی کام لینے سے دینی کاموں میں حرج ہوتا ہے جو مجھے گوارا نہیں، اس سے مجھے بہت شرم آتی ہے اگرچہ حکیم اور ڈاکٹر خود بخود ہی میرے پاس چلے آتے ہیں اور دوائیں بھی خود ہی پہنچا دیتے ہیں اس کے باوجود ان سے رابطہ رکھنے میں عملہ کا کچھ وقت تو صرف ہوتا ہی ہے، علاوہ ازیں کوئی حکیم یا ڈاکٹر آتا ہے تو اس پر بھی میرا وقت صرف ہوتا ہے جس سے دینی کاموں کا حرج ہوتا ہے۔ اگرچہ صحت بھی خدمات دینیہ کا ذریعہ ہے مگر مقصود اور ذریعہ مقصود ہر ایک کو اس کے درجہ پر رکھنا اور غور و فکر کرکے دونوں میں توازن واعتدال قائم کرنا ضروری ہے، ذریعہ مقصود کی طرف بلا ضرورت اتنی توجہ کرنا صحیح نہیں کہ جس سے مقصود میں خلل واقع ہو۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میرے گھر والوں کو دواؤں سے محفوظ رکھا ہے اگر کبھی کبھار کسی دواء کی ضرورت پیش آجاتی ہے تو دواء منگوانے کیلئے دار الافتاء سے کسی کو بھیجنا بہت گراں گذرتا ہے اسلئے کہ یہاں ہر فرد ہر وقت خدمات دینیہ میں مشغول رہتا ہے دواء کی خاطر خدمات دینیہ میں حرج واقع کرنا گوارا نہیں، اصل بات یہ ہے کہ دواء ضروریات واقعیہ میں داخل نہیں، ضرورت واقعیہ پر وقت صرف ہونے سے افسوس نہیں ہوتا اسلئے کہ ان کے اجر پر نظر رہتی ہے۔ ان اوقات میں یہ پڑھتا رہتا ہوں: ایمانا واحتسابا۔ "اللہ پر ایمان ہے اور اسکے اجر پر نظر۔"

لیکن دواء ضرورات واقعیہ میں داخل نہیں۔ مرض کی تکلیف میں بھی یہی کلمات پڑھتا ہوں: ایمانا واحتسابا۔

(علاج کے سلسلہ میں بہت حیرت انگیز اور نہایت عبرت آموز چند قصے جواہر الرشید جلد اول جوہرہ نمبر۳۴ کے آخر میں ہیں۔ جامع)

میں اگر کبھی میں کوئی دواء استعمال کرتا ہوں تو پہلے تو اس کے دو طریقے تھے:

❶ ہومیو پیتھی کی چند دوائیں میرے پاس رکھی رہتی ہیں ان دواؤں میں معمولی غور کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ میرے دل میں جو کوئی دواء ڈال دیتے ہیں اسے استعمال کرلیتا ہوں اللہ تعالیٰ اسی سے شفاء دے دیتے ہیں۔

❷ کسی ہومیو پیتھک ڈاکٹر سے بذریعہ فون معلوم کرتا وہ جو دواء بتاتے گھر میں ہوتی تو استعمال کرلیتا ورنہ بازار سے منگوا لیتا، لیکن اللہ تعالیٰ کا معاملہ یہ ہے کہ ڈاکٹر کی بتائی ہوئی دواء سے فائدہ نہیں ہوتا اس لئے دوسری شق کو چھوڑ دیا صرف پہلی شق پر اکتفاء کرتا ہوں اس عقیدہ کے ساتھ کہ ماقدر اللّٰہ۔

⑧ لبیک اللھم لبیک:

میرا یہ معمول ہے کہ بار بار لبیک پڑھتا رہتا ہوں۔ اس استحضار کے ساتھ کہ جب بھی محبوب کی طرف سے بلاوا آجائے میں حاضر ہوں۔

⑨ عاشق دنیا کا حال:

ہم صبح کی تفریح سے واپس آرہے تھے، راستہ میں ایک بس اسٹاپ پر دیکھا کہ ایک مشہور مولوی صاحب بس کے انتظار میں کھڑے ہیں، میں نے اپنی گاڑی روک لی اور ان کو بلا کر گاڑی میں بٹھالیا۔ میرے ساتھ والی اگلی نشست پر اپنے رفقاء میں سے ایک مولوی صاحب بیٹھے ہوئے تھے میں نے ان مشہور مولوی صاحب کے اکرام کی خاطر ساتھ والے مولوی صاحب کو پیچھے بھیج دیا اور ان کو آگے اپنے پاس بٹھا لیا۔ وہ جیسے ہی گاڑی میں بیٹھے ابھی گاڑی چلی بھی نہیں تھی شاید ابھی دروازہ بھی ٹھیک

طور پر بند نہیں کیا تھا، بیٹھتے ہی فوراً بڑے جوش سے ذکر لیلیٰ شروع کردیا، صدر مملکت جنرل سے ملاقات کا ذکر بڑے مزے لے لے کر کرنے لگے کہنے لگے:

”میری صدر صاحب سے ملاقات ہوئی تھی میں نے یہ کہا، وہ کہا اور یوں کہا۔“

ایسے خوش ہورہے تھے کہ گویا حضرت جبریل علیہ السلام سے ملاقات و مکالمہ کا شرف حاصل ہوگیا۔ مولوی کے دل میں دنیائے مردار سے ایسا عشق دیکھ کر بہت حیرت ہوئی اور اتنا غصہ آیا کہ خون کھولنے لگا دل چاہا کہ گاڑی بہت تیز کردوں جب ایک سو میل کی رفتار پر پہنچ کر گھنٹی بجانے لگے تو اس دنیا کے کتے مردود، خبیث مولوی کو دروازہ کھول کر باہر دھکا دے دوں۔

﴿الحمد للّٰہ الذی عافانا مما ابتلاہ بہ﴾

اللہ تعالیٰ ایسے مولویوں کو ہدایت دیں اور ہماری حفاظت فرمائیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا بہ۔

(۱۰) حاجات طبعیہ سے فراغت خدمات دینیہ میں معاون:

حاجات طبعیہ میں صرف ہونے والے وقت سے بظاہر خدمات دینیہ میں حرج معلوم ہوتا ہے تو میں حدیث کے یہ الفاظ کہتا ہوں:

﴿ایمانا واحتسابا﴾

مطلب یہ کہ حاجات طبعیہ سے فراغت خدمات دینیہ میں معاون ہے اس لئے ایسی حاجات میں وقت صرف ہونے پر بھی خوش رہنا ایمان اور اجر پر نظر کا مقتضیٰ ہے۔

(۱۱) ایک عبرت آموز قصہ:

ایک طالب علم کا ذہن بھی بہت تیز تھا اور حافظہ بھی بہت قوی تیسری نعمت یہ کہ طلب علم کا شوق بھی بہت زیادہ تھا مجھ سے فون پر بہت زیادہ مسائل پوچھتے رہتے تھے اور غلبہ شوق میں فون پر وقت مقرر سے زیادہ وقت لینے پر مصر رہتے تھے جب اپنے اس مقصد میں کامیاب نہ ہوسکے تو انہوں نے ایک بار فون پر روتے ہوئے بہت ہی پر درد لہجے سے چیخ کر کہا:

''حضرت نے مجھے پھینک دیا۔''

ان کی یہ دردناک چیخ دل کی ایسی گہرائی سے نکلی کہ اس نے میرے قلب پر بہت گہرا اثر کیا، دل سے نکلی ہوئی بات دل پر پڑتی ہے:

''از دل خیزد بر دل ریزد۔''

کا معاملہ ہوگیا۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے
قدسی الاصل ہے رفعت پہ نظر رکھتی ہے
خاک سے اٹھتی ہے گردوں پہ گذر رکھتی ہے

میں نے اسی وقت انہیں وقت مقرر سے زیادہ وقت دینے کی رعایت دے دی اس کے بعد میرا یہ معمول بن گیا کہ اللہ تعالیٰ سے یوں دعاء کرتا ہوں:

یا اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے تیرے ایک بندے کی فریاد پر اپنا قانون قربان کردیا اسے رعایت دے دی۔ یا اللہ! اس عمل کے صدقہ سے تو میرے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ فرما، اپنے قانون کا معاملہ نہ فرما بلکہ اپنی رحمت کا معاملہ فرما:

﴿اللھم عاملنا بما انت اھلہ ولا تعاملنا بما نحن اھلہ﴾
یا اللہ! ہمارے ساتھ اپنی شان کرم کے مطابق معاملہ فرما ہمارے حالات کے مطابق معاملہ نہ فرما۔

منگر اندر ما مکن در ما نظر
اندر اکرام و سخائے خود نگر

(۱۲) قرض کے لین دین سے اجتناب:

میں نے اپنے وصیت نامہ میں یہ وصیت بھی لکھی ہے کہ فسادات زمانہ کی وجہ سے کسی سے قرض کا لین دین ہرگز نہ کریں آج کل تو عیار لوگوں نے یہ مقولہ مشہور کر رکھا ہے:

"جو قرض دے وہ احمق اور جو لے کر واپس کردے وہ بڑا احمق۔"

میں نے ایک شخص کو قرض دیا کئی سال گذر گئے وہ دینے کا نام نہیں لے رہا تھا اور میں حیاء کی وجہ سے مانگ نہیں رہا تھا، کئی سالوں کے بعد میں نے بہت نرمی سے یاد دلایا تو اس نے بہت سختی سے جواب دیا:

"آپ نے مجھے قرض دیا کیوں تھا؟"

ایک دوسرے شخص کا قصہ ہے میں نے اسے قرض دیا کئی دنوں کے بعد مانگا تو اس نے معذرت کی بجائے بہت سخت دھمکی دی۔ یہ تو مثال کے طور پر دو قصے بتادیئے ورنہ ایسے بے شمار قصے ہیں۔

(۱۳) خطرے سے حفاظت کا طریقہ:

ایک کارخانے کے منیجر نے بتایا کہ ان کے کارخانے میں خازن ایک ہندو ہے۔

اس کے پاس اگر کوئی بڑے نوٹ کھلے کروانے آتا ہے تو چھوٹے نوٹ ہوتے ہوئے بھی وہ کہتا ہے کہ نہیں ہے۔ وہ اس کی وجہ یہ بتاتا ہے کہ اس زمانہ میں نوٹ تبدیل کرکے دینا بھی خطرہ سے خالی نہیں۔ مسلمان کو اگر کوئی ایسا موقع پیش آئے تو وہ "نہیں ہے" کہہ کر نیت یہ کرلے کہ تیرے لئے نہیں ہے۔

دنیوی خطرے سے حفاظت کے لئے اتنی احتیاط کی جاتی ہے تو دینی خطرے سے حفاظت کے لئے اس سے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

⑭ آخرت بنانے کی ہمت کیوں نہیں؟:

دنیا کمانا جتنا مشکل ہے اگر آخرت کا کمانا بھی اتنا مشکل ہوتا تو بہت کم لوگ دیندار بنتے۔ اس سے عبرت حاصل کریں کہ دنیا جو مسافر خانہ ہے اس کے لئے تو اس قدر محنت و مشقت برداشت کی جاتی ہے تو آخرت جو دارالقرار ہے اس کے لئے کیوں ہمت نہیں کرتے۔

اے کہ صبرت نیست از دنیائے دون
صبر چون داری ز نعم الماہدون
اے کہ صبرت نیست از فرزند و زن
صبر چون داری ز رب ذوالمنن

"ارے اتجھے دنیائے مردار اور بیوی بچوں سے صبر نہیں تو تو اس مالک و محسن سے کیسے صبر کررہا ہے۔"

⑮ کم سامان باعث راحت:

ایک بار حضرت اقدس کے کوئی عزیز آپ کے کمرے میں آئے، کہنے لگے: "کمرے میں فرنیچر بہت کم ہے۔"

حضرت اقدس نے فرمایا:

"آپ تو صرف فرنیچر ہی دیکھ رہے ہیں میرے پاس اور بھی کچھ نہیں میرا حال تو یہ ہے۔

چند اوراق کتب چند مہمات جہاد
بعد مرنے کے میرے گھر سے یہ سامان نکلا

میں تو مسافر ہوں سفر میں اتنا سامان بھی بہت ہے مسافر کے پاس سامان جس قدر کم ہو۔ اسی قدر راحت زیادہ ہوتی ہے۔"

سبک سار مردم سبک تر روند

"ہلکے پھلکے مسافر بہت جلد منزل مقصود تک پہنچ جاتے ہیں۔"

فرنیچر تو سرے سے ہونا ہی نہیں چاہئے اس لئے کہ آرام دہ فرنیچر ہوگا تو لوگ زیادہ آئیں گے اور زیادہ دیر تک بیٹھے رہیں گے جب کہ مجھے تو لوگوں سے وحشت ہے میں چاہتا ہوں کہ کوئی بھی میرے پاس نہ آئے۔

الگ رہتا ہوں میں سب سے ملوں تو میں ملوں کس سے
طبیعت بس کسی سے میل ہی کھاتی نہیں میری

اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ اغراض دنیویہ سے آتے ہیں اگر کوئی بظاہر دینی غرض ظاہر کرتا ہے تو درحقیقت اس میں بھی دنیا کی ہوس ہوتی ہے البتہ طالبین صادقین مجاہدین کی آمد سے مجھے بہت مسرت ہوتی ہے ایسے لگتا ہے کہ کئی کلو خون بڑھ گیا لیکن ان مجاہدین کو آرام دہ صوفوں کی ہوس نہیں ان کا مذہب تو یہ ہے۔

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

(۱۶) دنیا کے کتوں سے حفاظت:

حضرت اقدس کے کمرے میں جانے کے لئے پہلے دشوار گذار زینہ تھا۔ کسی نے عرض کیا کہ بہتر قسم کا زینہ بنوائیں تاکہ آنے والوں کو زحمت نہ ہو آپ نے ارشاد فرمایا:

"میں تو لوگوں سے الگ تھلگ اتنی دور رہنا چاہتا ہوں کہ مجھ تک کوئی بھی نہ پہنچ سکے، اس زینے کی بجائے ایک کمزور سی رسی لٹکا دی جائے جو مجھ تک پہنچنا چاہے اس رسی سے لٹک کر چڑھے اور جب وہ درمیان میں پہنچے تو رسی ٹوٹ جائے۔"

حضرت اقدس کا یہ خیال ایسے لوگوں کے لئے تھا جن میں طلب صادق نہیں محض دنیوی اغراض سے ملنا چاہتے ہیں۔ بعد میں جب ایک منزل اور تعمیر کی تو وہاں تک آمد و رفت کی سہولت کے لئے نیچے سے اوپر کی منزل تک بہتر قسم کا زینہ بنایا گیا۔

بعض بزرگوں نے تو دنیا داروں سے بچنے کے لئے اپنے دروازہ پر پہرہ دار مقرر کر رکھے تھے۔ ایک ایسے ہی بزرگ کی زیارت کے لئے کوئی بادشاہ پہنچا اس نے جب دروازہ پر دربان دیکھا تو اندر کہلا بھیجا۔

در درویش را دربان نباید

"درویش کے دروازہ پر دربان نہیں ہونا چاہئے۔"

بزرگ نے برجستہ جواب میں فرمایا۔

بباید تا سگ دنیا نیاید

"ضرور چاہئے تاکہ کوئی دنیا کا کتا گھسنے نہ پائے۔"

(۱۷) تکلیف کے بعد راحت کے وقت دعاء:

بحمد اللہ تعالیٰ میرے اللہ نے مجھے بہت آرام اور سکون کی زندگی عطاء فرمائی ہوئی ہے محبوب کی نعمتوں میں لت پت ہوں اور اگر کبھی اللہ تعالیٰ محبت کی کوئی چٹکی لے لیتے ہیں (محبت کی چٹکی سے مراد کوئی تکلیف، کوئی بیماری وغیرہ، حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے اللہ کو راضی کیا ہوا ہے ان پر اگر کوئی تکلیف یا پریشانی آجاتی ہے تو وہ محبوب کی طرف سے محبت کی چٹکی ہوتی ہے۔ جامع) تو اس کے بعد میں یہ دعاء مانگا کرتا ہوں:

﴿اللھم لا تجعلنی فرحا فخورا واجعلنی برحمتک عبداشکورا﴾

"یا اللہ! مجھے اترانے والا فخر کرنے والا نہ بنا اور مجھے اپنی رحمت سے شکر گذار بندہ بنادے۔"

(۱۸) گرمی کے موسم سے عبرت اور دعاء:

جب بھی شدید گرمی ہوتی ہے تو اللہ کے فضل و کرم سے یہ عبرت حاصل ہوتی ہے کہ یہاں کی گرمی برداشت نہیں ہوتی جہنم کی گرمی تو اس سے بھی بہت زیادہ شدید ہوگی، پھر اس دعاء کی توفیق بھی ہوجاتی ہے:

﴿اللھم اجرنی من النار﴾

(۱۹) بارش کے موسم سے سبق اور دعاء:

جب بارش ہوتی ہے تو یہ خیال آتا ہے کہ یہ بارش کی طرح خشک، پیاسی زمین کو سیراب کردیتی ہے پھر یہ دعاء کیا کرتا ہوں:

﴿اللهم اجعل القرآن العظیم ربیع قلبی﴾

"یا اللہ قرآن مجید کی بارش کو میرے قلب کے لئے ربیع کی بارش بنادے۔"

ربیع کی بارش وہ بارش ہے کہ جس کے بعد زمین بہت زیادہ سرسبزوشاداب ہوجاتی ہے سو جیسے ربیع کی بارش سے مردہ زمین زندہ ہوجاتی ہے، سرسبزو شاداب ہوجاتی ہے ایسے ہی قرآن مجید کے ذریعہ مردہ دلوں کو زندگی عطاء فرما، اپنی محبت و معرفت سے لبریز فرما۔

(۳۰) ولی الشیطان کی پہچان:

ہر وہ شخص جس نے کسی زندہ معروف بزرگ سے باضابطہ تربیت حاصل نہ کی ہو وہ اگر ولایت کا دعویٰ کرے ایسے اقوال و احوال ظاہر کرے کہ عوام اسے ولی اللہ سمجھنے لگیں تو یقین کرلو، یقین کرلو، یقین کرلو کہ وہ ابلیس ہے۔

بے عنایات حق و خاصان حق
گر ملک بودے سیہ ہستش ورق

"اللہ اور اس کے اولیاء کی عنایات کے سوا خواہ کوئی فرشتہ ہی کیوں نہ نظر آتا ہو اس کا ورق سیاہ ہے۔"

کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اس پر براہ راست حق تعالیٰ کی عنایت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے بعد جو فرمایا: "خاصان حق" اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ عنایت حق وہی ہے جو خاصان حق کے ذریعہ ہو، خاصان حق کے سوا عنایت حق کا دعویٰ تلبیس ابلیس ہے۔ نفس کا مقابلہ بغیر رہبر کے بہت مشکل ہے۔

نفس کا مار سخت جاں دیکھ ابھی مرا نہیں
غافل ادھر ہوا نہیں اس نے ادھر ڈسا نہیں

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
پلنگ و اژدھا و شیر نر مارا تو کیا مرا

کسی شیخ کامل کی چوٹ کے سوا نفس درست نہیں ہو سکتا۔

نفس نتوان کشت الا ظل پیر
دامن آن نفس کش را واگیر

"پیر کے سوا نفس کشی ناممکن ہے اس نفس کش کا دامن مت چھوڑو۔"

(۲۱) یمحوا اللّٰہ مایشاء ویثبت:

اللہ تعالیٰ اپنے تصرفات میں سے ایک تصرف بیان فرماتے ہیں:

﴿یمحوا اللّٰہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتب۵﴾
(۱۳-۳۹)

"اللہ جسے چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جسے چاہتا ہے ثابت کرتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے۔"

اللہ تعالیٰ کو ان کی اس شان کا واسطہ دے کر یوں دعاء کرتا ہوں:

"یا اللہ! اپنی اس شان کے صدقہ میرا نام اہل شقاوت کے دفتر سے نکال کر اہل سعادت کے دفتر میں داخل فرمادے۔"

(۲۲) ادبار و سوءخاتمہ سے حفاظت کا ترپھلا:

(۱) اللہ تعالیٰ نے جو دینی حالات عطاء فرمائے ہوں ان سب پر اور بالخصوص ایمان کی دولت پر اللہ کا شکر اداء کیا کریں۔

(۲) ہر قسم کی نافرمانی سے بچنے کی پوری پوری کوشش اور بہت اہتمام رکھیں۔

(۳) دعاء، ان دعاؤں میں یہ دو دعائیں خاص طور پر مانگا کریں:

﴿اللھم انی اعوذبک من ان اموت فی سبیلک مدبرا و ان اموت لدیغا﴾

یہاں ادبار سے مراد ہے جہاد سے ادبار لیکن دعاء میں دین سے ہر قسم کے ادبار کی نیت کریں۔ دوسرا لفظ ہے لدیغ، لدیغ کے معنی ہیں کسی زہریلے جانور کا کاٹا، اس کے ساتھ یہ نیت بھی کرلیں کہ نفس و شیطان کے ڈسنے سے حفاظت رہے۔

دوسری دعاء یہ ہے:

﴿اللھم انی اعوذبک من القتل عند فرار الزحف﴾

یہ بھی اصل میں تو جہاد کے بارہ میں ہے لیکن دعاء میں یہ نیت بھی کریں کہ میں اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ جب لوگ دین سے بھاگ رہے ہوں تو میں بھی ان کے ساتھ دین سے بھاگوں اور اسی حالت میں موت آجائے۔

(۲۳) خدمت دینیہ کو ضرورت جسمانیہ پر ترجیح:

حضرت اقدس کو جب آواز بیٹھنے کا عارضہ ہوا تو ایک حکیم صاحب نے چار نسخے دیئے جن میں سے ہر ایک روزانہ تازہ بنانے کا تھا اس کے علاوہ کھانا بھی پرہیز کا بتایا اس طرح روزانہ سات چیزیں بنانے کی مشقت، چار دوائیں اور تین وقت کا کھانا دارالافتاء کے ایک استاذ نے عرض کیا کہ یہ سب کام یعنی چاروں نسخے اور پرہیزی

کھانا بھی میں اپنے گھر میں تیار کرواؤں گا میری اہلیہ بھی اس خدمت پر بہت خوش ہیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایسی خدمات تو دنیوی کاموں میں مشغول لوگوں سے لینی چاہئیں، آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خدمات دینیہ میں مشغول فرمادیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور ادھر ہی زیادہ سے زیادہ توجہ رکھیں۔

(۲۴) اطباء کے لئے اصلاح قلب کی دعاء:

اسی عارضہ کے موقع پر کئی بہت مشہور اطباء اور اسپیشلسٹ ڈاکٹروں نے علاج کرنے کی خواہش ظاہر کی حضرت اقدس نے فرمایا کہ ان ڈاکٹروں اور حکیموں کو میرے قالب کے علاج کا جتنا اشتیاق ہے مجھے اس سے کئی گنا زیادہ ان کے قلب کے علاج کی فکر ہے، ان کے لئے اصلاح قلب کی دعاء کرتا ہوں۔

(۲۵) تضییع وقت سے بچنے کا نسخہ:

اگر کوئی کسی ایسے کام کے لئے اصرار کرے جو آپ کی مصلحت کے خلاف ہو اور آپ وہ کام نہ کرنا چاہتے ہوں اور انکار کے باوجود وہ شخص اصرار ہی کرتا چلا جائے تو ردو قدح اور تضییع وقت سے بچنے کا نسخہ یہ ہے کہ اسے یوں کہہ دیا جائے کہ غور کریں گے۔

(۲۶) "انشاء اللہ" کہنے کا صحیح موقع:

اس زمانہ کے بعض جُہّال نے یہ معمول بنالیا ہے کہ کسی سے وعدہ کرتے وقت ایفاء کا ارادہ نہ ہو تو "انشاء اللہ" کہہ دیتے ہیں یہ خداع یعنی فریب ہے اور حکم شریعت سے استہزاء، اس لئے کفر کا خطرہ ہے۔ اس جملے کا صحیح موقع یہ ہے کہ کوئی کام کرنے کا عزم مصمم ہو اور حتی المقدور کوشش بھی ہو پھر توکل اور اللہ تعالیٰ سے

استعانت کے لئے انشاء اللہ کہا جائے۔ قرآن مجید سے اس کی چند مثالیں:

❶ ﴿ولقد فتنا سلیمن و القینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب○﴾ (۳۸ - ۳۴)

"اور ہم نے سلیمان کو (ایک اور طرح بھی) امتحان میں ڈالا اور ہم نے ان کے تخت پر (ایک ادھورا) دھڑ ڈالا پھر انہوں نے (اللہ کی طرف) رجوع کیا۔"

حدیث شیخین میں ہے کہ ایک بار سلیمان علیہ السلام اپنے امراء لشکر پر ان کی کسی کوتاہی جہاد پر خفا ہوئے اور فرمانے لگے کہ میں آج کی رات اپنی ستر بیویوں سے ہمبستر ہوں گا اور ان سے ستر مجاہد پیدا ہوں گے، فرشتہ نے قلب میں القاء کیا کہ "انشاء اللہ" کہہ لیجئے۔ آپ کو کچھ خیال نہ رہا۔ چنانچہ صرف ایک عورت حاملہ ہوئی اور اس سے بھی ایک ناقص الخلقت بچہ پیدا ہوا جس کے ایک طرف کا دھڑ نہ تھا۔

❷ ﴿ولا تقولن لشای ء انی فاعل ذلک غدا○ الا ان یشاء اللہ و اذکر ربک اذا نسیت وقل عسی ان یھدین ربی لا قرب من ھذا رشدا○﴾ (۱۸ - ۲۳،۲۴)

"اور آپ کسی کام کی نسبت یوں نہ کہا کیجئے کہ میں اس کو کل کروں گا۔ مگر اللہ کے چاہنے کو ملا دیا کیجئے اور جب آپ بھول جائیں تو اپنے رب کا ذکر کیا کیجئے اور کہہ دیجئے کہ مجھ کو امید ہے کہ میرا رب مجھ کو (نبوت کی) دلیل بننے کے اعتبار سے اس سے بھی نزدیک تر بات بتا دے۔"

❸ ﴿ولولا اذ دخلت جنتک قلت ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ﴾ (۱۸ - ۳۹)

"اور تو جس وقت اپنے باغ میں پہنچا تھا تو تو نے یوں کیوں نہ
کہا کہ جو اللہ کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اور بدوں اللہ کی
مدد کے کسی میں کوئی قوت نہیں۔"

۲۷ ہمیشہ اللہ پر نظر رہے:

جب بھی اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہو، کوئی نعمت حاصل ہو یا کوئی کام اللہ تعالیٰ
لے لیں تو لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا کریں ساتھ ہی اس کے معنی کا استحضار بھی کیا
کریں کہ جو کچھ بھی ہے اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے، ان کی رحمت ہے، انہی کی
دستگیری ہے ورنہ بندہ کس قابل ہے۔ غزوۂ خندق کے موقع پر کتنی مشقت کا کام تھا
کہ بھوکے ہیں اور خندق کھودنے جیسی مشقت کا کام کر رہے ہیں، بھوک کی وجہ
سے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے تھے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے اس کے باوجود یہ
اشعار پڑھ رہے تھے۔

واللہ لولا اللہ ما اھتدینا
ولا تصدقنا ولا صلینا

"اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ کرتا تو ہم کیسے ایمان لاتے اور کیسے
اس کی عبادت کرتے۔"

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات بیان فرمارہے ہیں:

﴿وقالوا الحمدللہ الذی ھدنا لھذا وما کنا لنھتدی
لولا ان ھدنا اللہ﴾ (۷ - ۴۳)

"وہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے ہمیں اس کی

ہدایت دی اور ہم ہدایت نہ پاسکتے تھے اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتا۔"

ہمیشہ ایسے مواقع پر یہ باتیں ذہن میں رہنی چاہیئں۔

(۲۸) اہم بات کے تکرار کی وجوہ:

جب میں کسی بات کا تکرار کرتا ہوں اسی مجلس میں یا بعد میں تو اس لئے نہیں کہ مجھے یاد نہیں رہتا کہ یہ بات بتائی ہے یا نہیں، مجھے خوب اچھی طرح یاد رہتا ہے لیکن مخاطب کے بارے میں مجھے یہ خیال ہوتا ہے:

❶ شاید بات غور سے نہ سنی ہو۔

❷ شاید پوری طرح سمجھا نہ ہو۔

❸ اوقع فی القلب ہوجائے اور بات کی اہمیت دل میں بیٹھ جائے۔

اس لئے تکرار کرتا ہوں اور یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہم بات کا تین بار تکرار فرمایا کرتے تھے۔

(۲۹) سائل کو زائد بات بتانے کی وجہ:

جب مجھ سے کوئی کچھ پوچھتا ہے تو میں زائد بات بتانے کی کوشش کرتا ہوں تاکہ مخاطب کے علم میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو، یہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھا تو آپ نے زائد بات بتادی۔

(۳۰) انتخاب معالج کے بارے میں ہدایت:

دوسرے معاملات کی طرح علاج کے سلسلہ میں بھی دیندار معالج منتخب کرنا

چاہئے۔ اگر خدانخواستہ اس سے فائدہ نہ ہو اور معالج بدلنا پڑے تو اس کی اہمیت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ دوسرا معالج پہلے سے دینداری میں کم نہ ہو، اس لئے کہ اگر اس سے فائدہ ہو گیا تو اس میں یہ قباحتیں ہیں:

❶ دیندار پر بے دین کی فوقیت۔

❷ دینداروں کی حوصلہ شکنی اور بے دینوں کی حوصلہ افزائی۔

❸ یہ قصہ سن کر لوگوں کا رجوع بے دین معالج کی طرف زیادہ ہوگا تو دیندار معالج کی بنسبت بے دین کی شہرت، عزت اور مال میں ترقی ہوگی بالخصوص جب کہ دونوں معالج ایک ہی طریق علاج سے تعلق رکھتے ہوں تو دیندار اور بے دین کے درمیان تقابل زیادہ واضح ہے اس لئے یہ زیادہ قبیح ہے۔

(اس بارے میں حضرت اقدس کے ایک بہت ہی عبرت آموز معمول کی تفصیل جواہر الرشید جلد اول کے جوہرہ نمبر ۲ میں ہے۔ جامع)

میری آواز بیٹھنے کے عارضہ کی خبر سن کر لندن سے فون آرہے ہیں کہ ہم نے یہاں ماہر ڈاکٹروں سے بات کرلی ہے، یہاں آجائیں۔ ان لوگوں نے یہ نہیں سوچا کہ جب میں یہاں رہتے ہوئے بے دین معالج سے بچتا ہوں اور زیادہ اونچے علاج سے بھی احتراز کرتا ہوں تو وہاں کافروں کے ملک میں کیسے جاسکتا ہوں؟ البتہ اگر میرے علاج کے خواہشمند ڈاکٹر اسلام قبول کر کے جہاد کے محاذ پر چلہ لگائیں پھر میرے علاج کے لئے یہاں آنے کی اجازت چاہیں تو اس پر میں غور کر سکتا ہوں۔

(صدر امریکہ کا قصہ جواہر الرشید جلد اول کے جوہرہ نمبر ۳۹ میں دیکھیں۔ جامع)

(۳۱) علاج کے فائدے:

❶ سنت پر عمل۔

❷ اپنا احتیاج و افتقار ظاہر ہوتا ہے۔

۳ فائدہ ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت بڑھانے کا ذریعہ۔

فائدہ ہونے کی صورت میں:

۱ قلباً، قولاً، عملاً شکر نعمت اداء کریں اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان سمجھ کر ادھر زیادہ سے زیادہ توجہ کریں:

﴿هذا من فضل ربی لیبلونی ءاشكر ام اكفر ومن شكر فانما یشكر لنفسه ومن كفر فان ربی غنی كريم ۝﴾

(۲۷-۴۰)

۲ یہ سوچیں کہ ان دواؤں میں یہ اثر کس نے رکھا۔

۳ معالج کو ان دواؤں میں اس اثر کا علم کس نے دیا۔

فائدہ نہ ہونے کی صورت میں:

۱ اس سے یہ سبق حاصل کریں کہ اصل میں کارساز تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ اسباب میں اثر رکھنا، مرض کی صحیح تشخیص پھر صحیح دواء کی تجویز پھر دواء کی تاثیر سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے ۔

از قضا سرکنگبین صفرا فزود
روغن بادام خشکی می نمود
از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت
آب آتش رامدد شد ہمچو نفت

سرکہ قاطع صفراء ہے مگر جب اللہ چاہے تو سرکہ سے صفراء اور بڑھنے لگے۔ روغن بادام کھانے اور مالش کرنے سے خشکی دور ہوتی ہے مگر جب اللہ کا حکم ہو تو وہ خشکی کو اور بڑھانے لگتا ہے۔ ہلیلہ قبض کشا ہے مگر جب اللہ چاہے تو وہ اور زیادہ قبض کرے اور پانی میں آگ بجھانے کی تاثیر ہے مگر جب اللہ کا حکم ہو تو پانی پٹرول کا کام کرنے لگے آگ اور زیادہ بھڑکانے لگے ۔

از سبب سازیش من سودائیم
وز خیالا تش چون سوفسطائیم
از سبب سازیش من حیران شدم
در سبب سوزیش سرگردان شدم

اللہ کی سبب سازی اور سبب سوزی سے عقل حیران ہے یہ باتیں عقل سے ماوراء ہیں۔

❷ تکلیف پر صبر کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اجر ملتا ہے درجات بلند ہوتے ہیں۔ حدیث میں ہے:

"مؤمن کو کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس سے اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔" (متفق علیہ)

❸ درحقیقت یہ بھی مقام شکر ہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"جب انسان پر کوئی مصیبت آئے تو اس پر تین شکر واجب ہیں:

① الحمد للہ! کہ یہ مصیبت دنیوی ہے دینی نہیں، دین کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

② الحمد للہ! چھوٹی مصیبت ہے بڑی مصیبت نہیں۔ دنیا میں بڑی سے بڑی مصیبتیں ہیں۔

③ الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے مصیبت پر صبر کی توفیق عطاء فرمائی جزع و فزع سے حفاظت فرمائی۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار چند رفقاء کے ساتھ کہیں تشریف لے جارہے تھے راستے میں ایک شخص پر گزر ہوا جو بہرا، اندھا، گونگا تھا اور جذام کی وجہ سے اس کی کھال بھی خراب ہو رہی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں رک

گئے اور فرمایا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ولتسئلن یومئذ عن النعیم ۝﴾ (۱۰۲ - ۸)

جب ہمارے ہاں پیشی ہوگی تو ہم نعمتوں کے بارے میں پوچھیں گے کہ نعمتوں کا کیا شکر ادا کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رفقاء سے پوچھا کہ کیا اس شخص سے بھی نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا؟ ساتھیوں نے عرض کیا کہ اس بے چارے کے پاس ہے ہی کیا، مال و منصب وغیرہ تو رہے الگ اس کے پاس تو دیکھنے، سننے اور بولنے تک کی صلاحیتیں نہیں حتیٰ کہ اس کی کھال تک گلی سڑی ہے۔ کیا اس سے بھی سوال ہوگا؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں اس سے بھی سوال ہوگا، یہ نہیں دیکھتے کہ اس کے کھانے، پینے اور ان کی نکاسی کے راستے اللہ نے بند نہیں کئے وہ صحیح ہیں، یہ تو آپ نے ایک مثال بیان فرمادی ورنہ جسم کے اندر کتنے اعضاء ہیں۔

۴ مزاج میں عجز و انکسار پیدا ہوتا ہے جس سے رجوع الی اللہ کی فکر بڑھتی ہے۔

۵ تکلیف کی وجہ سے طبیعت میں حزن پیدا ہوجاتا ہے اور صاحب حزن اللہ کے قرب کا راستہ اتنی جلدی طے کرتا ہے کہ مفقود الحزن کئی سال میں بھی طے نہیں کر پاتا۔

۶ بقیہ لمحات زندگی کو غنیمت سمجھ کر آخرت کی طرف توجہ میں ترقی ہوتی ہے۔

(۳۲) علاج میں غلو:

جو لوگ علاج میں بہت زیادہ غلو کرتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

(۳۳) لفظ "آنحضرت" کی تحقیق:

عام طور پر دستور ہوگیا ہے کہ رسول اللہ کہنے کی بجائے "حضور اکرم" یا "حضور

کریم" یا "آنحضرت" جیسے الفاظ لکھتے کہتے ہیں۔ لوگ اس طرح کہنے لکھنے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان سمجھتے ہیں، جبکہ درحقیقت یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور عظمت شان کے خلاف ہے اس لئے کہ یہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص نہیں، ایسے الفاظ تو لوگ دین بلکہ دنیا میں بھی سب بڑے لوگوں کے لئے استعمال کرتے رہتے ہیں فساق و فجار اور کفار کو بھی کہتے ہیں تو اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص رہی۔

(۳۴) لفظ "سیدنا ومولانا" کی تحقیق:

درود شریف میں عام طور پر یہ دستور ہوگیا ہے کہ "سیدنا ومولانا" لکھا اور کہا جاتا ہے حالانکہ یہ الفاظ بھی دین بلکہ دنیا کے لحاظ سے بھی سب بڑے لوگوں کے لئے بولے جاتے ہیں۔ ان القاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی تخصیص نہیں فاسق و فاجر بلکہ کافر کے لئے بھی استعمال ہوتے رہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو دو چیزوں میں ہے "رسول اور عبد کامل" چنانچہ تشہد میں آپ کے نام مبارک کے ساتھ انہی دو مقامات رفیعہ کا ذکر ہے، اس لئے "سید و مولیٰ" کی بجائے "عبد ورسول" لکھنا اور کہنا چاہئے، درود شریف اس طرح پڑھنا چاہئے:

اللھم صل علی عبدک ورسولک محمد۔

(۳۵) اہل افتاء کے لئے بہت اہم وصیت:

مستفتی کے بیان سے ہرگز متاثر نہ ہوں بلکہ اس کی ذہنیت کا اندازہ لگانے کی کوشش کیا کریں۔ مفتی میں تقویٰ ہو تو اللہ تعالیٰ ایسی فراست عطاء فرما دیتے ہیں کہ اس کے لئے یہ کچھ مشکل نہیں:

﴿یا یھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا﴾

(۸۔ ۲۹)

بفضل اللہ تعالیٰ مجھے مستفتی کی تحریر دیکھتے ہی اس کی ذہنیت کا فوراً اندازہ ہو جاتا ہے:

﴿سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ۝﴾ (۲۔۳۲)

(۳۶) اصلاح امت کی فکر:

حضرت اقدس جب اپنے شاگردوں اور دوسرے ماتحت لوگوں کو بار بار کوئی غلطی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو انہیں تنبیہ کے ساتھ یوں بھی کہتے ہیں:

"تم اپنی روش نہ بدلو میں اپنی روش کیوں بدلوں۔"

تم غلطی کرنا نہیں چھوڑتے تو میں تنبیہ کرنا کیوں چھوڑوں۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اصلاح کے منصب پر فائز فرمایا ہو اس کے لئے لوگوں کی غلطیاں دیکھ کر خاموش رہنا جائز نہیں تنبیہ کرتا رہے، روکتا ٹوکتا رہے۔ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"پیر بُرا ہونا چاہئے بُرا"

اور فرمایا:

"جو شیخ اپنے کسی مرید کو نالائق نہ کہہ سکے اس مرید کو اس شیخ سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔"

میں عوام کو بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں چھوڑنے کے بارے میں بار بار مسلسل تنبیہات اسی لئے کرتا رہتا ہوں کہ وہ اپنا کام نہیں چھوڑتے تو میں اپنا کام کیوں چھوڑوں، لوگ میرے اللہ کی نافرمانی چھوڑ دیں تو میں انہیں تنبیہ کرنا چھوڑ دوں گا۔

۳۷ بلاضرورت کلام سے تکلیف:

اگر کوئی بلا ضرورت دنیوی کاروبار وغیرہ کی باتیں کرتا ہے تو مجھے اس سے بہت سخت تکلیف ہوتی ہے اس لئے کہ یہ حب دنیا کی دلیل ہے۔ اس میں دو قباحتیں ہیں:

❶ یہ اپنے بارے میں ظاہر کر رہا ہے کہ دنیائے مردار کا عاشق ہے اور گناہ کا اظہار مستقل گناہ ہے۔

❷ اس سے دنیا کی محبت بڑھتی ہے۔

۳۸ حب دنیا کی دو قسمیں:

ارشاد: مال و منصب کی محبت جب ذرا کم ہوتی ہے تو اہل ثروت و اہل منصب و اقتدار کے ساتھ محبت ہوتی ہے اور جب حب جاہ و مال میں طغیانی آجائے تو اہل ثروت و اقتدار سے دشمنی ہو جاتی ہے اور یہ خواہش ہونے لگتی ہے کہ یہ چیزیں اس کی بجائے میرے پاس ہو جائیں۔

۳۹ حقیقی دوست کی پہچان:

جو شخص کسی سے محبت کا دم بھرتا ہے مگر اس کے عیوب اور خامیوں پر اس کو مطلع نہیں کرتا نہ کسی قسم کی روک ٹوک کرتا ہے تو یہ صاف اس چیز کی دلیل ہے کہ یہ دوست کا خیر خواہ نہیں اس کے دل میں اپنے دوست کے لئے درد نہیں کیونکہ جس کے دل میں درد محبت ہو وہ خاموش نہیں بیٹھ سکتا۔

۴۰ اللہ تعالیٰ نے تصور کو حقیقت بنادیا:

میں بچپن میں تصور ہی تصور میں دیکھا کرتا تھا کہ دشمنوں کی فوجوں پر جھپٹ کر

انہیں تباہ کر رہا ہوں۔ کبھی بمبار طیارے سے بہت تیزی سے غوطہ لگا کر، دشمن کی فوج کے بالکل قریب پہنچ کر انہیں بموں سے اڑا رہا ہوں، کبھی بہت زبردست گھوڑے پر سوار ہوں اور دشمن کی فوجوں کے اندر گھس کر انہیں تباہ کر رہا ہوں، کبھی یوں خیال ہوتا تھا کہ میرے چوگرد دشمن کی بہت بڑی فوجیں ہیں اور میرے جسم سے خودکار طور پر ہر طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ نکل کر دشمنوں پر برس رہی ہے اور ان کے پرخچے اڑا رہی ہیں۔

(بحمد اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے اس تصور کو اللہ تعالیٰ نے حقیقت بنادیا۔ ساری زندگی اللہ کے دشمنوں کی خبر لیتے رہے پہلے تو زیادہ تر جہاد باللسان اور جہاد بالقلم کے ذریعہ یہ کام کیا لیکن اب اللہ کے فضل سے جہاد باللسان، جہاد بالقلم، جہاد بالمال اور جہاد پر تحریض کے ساتھ ساتھ بالواسطہ جہاد بالسیف بھی کررہے ہیں کیونکہ حضرت اقدس سے تعلق رکھنے والے بے شمار مجاہدین اللہ کے دشمنوں پر ہر طرف سے جھپٹ رہے ہیں اور چونکہ مرید کے اعمال کا ثواب شیخ کو بھی ملتا ہے اس طرح حضرت اقدس کو جہاد بالسیف کا ثواب بھی مل رہا ہے۔ جامع)

۳۱ جہاد میں نقصان پر استغفار:

جہاد میں کہیں بھی کوئی نقصان ہوتا ہے تو مجھے یقین ہوجاتا ہے کہ یہ میری کسی کوتاہی کا نتیجہ ہے اس لئے استغفار کرتا ہوں اور اپنی اصلاح کی فکر بڑھ جاتی ہے۔

۳۲ برتنوں کی پڑتال:

لوگ برتنوں کا خیال نہیں کرتے اپنا برتن کہیں چلا گیا تو کچھ پتا ہی نہیں رہتا کہ کدھر گیا اور کسی کا آگیا تو واپس کرنے کی فکر نہیں، اس سے بھی بڑھ کر یہ گناہ کرتے ہیں کہ اس برتن کو استعمال بھی کرتے ہیں یہ ناجائز ہے اسی لئے میں نے

یہاں دارالافتاء میں یہ دستور بنایا تھا اور ایک شخص کے ذمہ لگایا تھا کہ روزانہ برتنوں کی حاضری لگائیں کہ کوئی اندرونی برتن غائب تو نہیں اور کوئی بیرونی برتن پڑا ہوا تو نہیں اس طرح روزانہ برتنوں کی حاضری کے نام سے پڑتال ہوتی تھی۔

(۴۳) نعمتوں کے اظہار کی وجوہ:

میرے ساتھ میرے اللہ کی رحمت کے جو خاص معاملات ہوتے ہیں میں انہیں زیادہ سے زیادہ شائع کرنے کی کوشش کرتا ہوں اس کی دو وجہیں ہیں:

(۱) چھپانے کو رب کریم کی نعمت کی ناقدری سمجھتا ہوں، یہ خیال اتنا غالب رہتا ہے کہ چھپانے پر گرفت کا شدید خطرہ ہوتا ہے اس لئے اظہار پر خود کو مجبور پاتا ہوں۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے ایسے حالات سننے والوں کو اللہ کی محبت، اطاعت اور اس پر توکل میں ترقی ہو۔

میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر ہروقت مسرور و مخمور رہنے کے باوجود بتوفیقہ تعالیٰ خطرہ استدراج سے غافل نہیں، لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

(۴۴) اصلاح امت کے دو طریقے:

اسی سال کی عمر میں حضرت اقدس کو آواز بیٹھنے کا عارضہ ہوگیا تھا جس کی نہایت ہی عبرت آموز تفصیل رسالہ "تنبیہات" میں شائع ہوچکی ہے۔ اہل سلسلہ کے لئے اس کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ ان ایام میں ہفتہ وار عمومی وعظ کی بجائے حضرت اقدس کے مواعظ کی کیسٹیں او مطبوعہ مواعظ سنانے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ بعض عوام کی یہ خواہش سننے میں آئی کہ اس سلسلہ کی بجائے حضرت اقدس کے کوئی خلیفہ بیان کیا کریں تو عوام کو زیادہ فائدہ ہوگا۔ اس بارے میں حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ اصلاح امت کے دو طریقے ہیں:

❶ عوام کے لئے عمومی وعظ و تذکیر یعنی بیان کا مروجہ طریقہ۔
❷ خاص اہل سلسلہ کے لئے خانقاہی نظام۔

اہل سلسلہ کے لئے وعظ کے مروجہ طریقہ کی ضرورت نہیں بلکہ باضابطہ اصلاحی تعلق رکھنا، بتائے گئے طریق کار اور اس کے اصول و ضوابط کی مکمل پابندی کرنا لازم ہے۔ وعظ کے عام مروج دستور سے یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔

وعظ کے مروجہ طریقہ کے ذریعہ عوام کو وعظ و تذکیر کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھ سے ہر موضوع پر اتنا کام لیا ہے کہ کوئی ضروری بات باقی نہیں رہی سوچنے پر بھی کوئی ایسی بات خیال میں نہیں آرہی جس کے کہنے کی ضرورت باقی ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرمائیں اور تا قیامت صدقہ جاریہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے یہ سب مواعظ کیسٹوں اور کتابچوں میں محفوظ کروا دیئے ہیں مجھ سے استفادہ کی طلب رکھنے والوں کے لئے یہ کیسٹیں اور مواعظ کافی ہیں اس لئے یہاں یہی سنانے کا سلسلہ رہے گا اگر کسی کو براہ راست بیان سننے سے زیادہ فائدہ ہوتا ہو تو وہ کہیں براہ راست بیان والی مجلس میں چلے جایا کریں مقصد تو دینی فائدہ ہے اس لئے جسے جہاں فائدہ ہو وہ وہیں تعلق رکھے۔ یہ تفصیل ان عوام کے لئے ہے جن کا مجھ سے اصلاحی تعلق نہیں، اصلاحی تعلق رکھنے والوں کے لئے یہ اصول ہے کہ اپنے مصلح کے سوا کسی دوسری جگہ جانا جائز نہیں اس سے فائدہ کی بجائے نقصان ہوتا ہے۔

اصلاح کا اصل طریقہ یہی ہے کہ کسی ایک شیخ سے باضابطہ اصلاحی تعلق رکھا جائے، عام وعظ و تذکیر سے بھی اصل مقصد یہی ہے کہ عوام میں کسی شیخ سے اصلاحی تعلق رکھنے کا شعور پیدا ہو، اس کے بغیر مکمل ہدایت نہیں ہو سکتی۔

(۴۵) فیض شیخ میں ترقی کا نسخہ:

❶ تصور شیخ۔ اس کا مستقلاً مراقبہ نہ کیا جائے بلکہ امور ذیل کی پابندی سے یہ کیفیت بتدریج خود بخود حاصل ہو جائے گی، اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

❷ شیخ کے کمالات کو سوچا کرے۔

❸ شیخ کے احسانات کو سوچا کرے۔

❹ امور مباحہ و عادات طبعیہ میں شیخ سے موافقت کی کوشش کرے۔

❺ یہ سوچا کرے کہ شیخ کو مجھ سے محبت ہے۔

❻ شیخ کو میری اصلاح کی فکر ہے۔

❼ میری اصلاح کے لئے شیخ کے برابر دنیا میں کوئی نہیں، اس عقیدہ کو سہل اور راسخ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ یوں سوچے کہ میں نے اصول سلوک کے مطابق اس شیخ سے تعلق قائم کیا ہے، اس لئے منجانب اللہ میری اصلاح کے لئے یہی مقدر ہے، ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

❽ اطلاع و اتباع کی پابندی۔

❾ شیخ کی خدمت میں حاضری کی پابندی۔

(۴۶) کام کرنے کا اصول:

قاعدہ ہے:

﴿مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ﴾

جو کام پورا نہ کیا جا سکتا ہو تو ایسے بھی نہیں کرنا چاہئے کہ پورے کا پورا چھوڑ دیں بلکہ جتنا ہو سکتا ہے اتنا کریں۔ جو اختیار میں ہو اس میں غفلت نہ کریں اور غیر اختیاری پر پریشان نہ ہوں۔

لگا وہ اسی میں جو ہے اختیاری
نہ پڑ امر غیر اختیاری کے پیچھے
عبادت کئے جا مزا گو نہ آئے
نہ آدمی کو تو چھوڑ ساری کے پیچھے

(۴۷) غیر معروف شخص سے دور رہیں:

ہر وہ شخص جو کسی سلسلہ کی طرف منسوب ہو مگر اہل سلسلہ کے خواص بھی اسے نہ جانتے ہوں تو وہ قابل اعتبار نہیں اس سے بہت دور رہنا چاہئے۔

(۴۸) مریضوں کو ہسپتال لے جانے کی وجوہ:

اس زمانے میں مریضوں کو ہسپتال لے جانے کا جو عام دستور ہو گیا ہے اس کی چار وجوہ ہیں:

(۱) نام و نمود، لوگوں کو دکھانا مقصود ہوتا ہے کہ علاج پر بہت پیسہ اڑا رہے ہیں۔

(۲) بخل کے طعنہ کا خوف، لوگ کہیں گے کہ بخل کی وجہ سے ہسپتال نہیں لے گئے گھر میں رکھ کر مار دیا۔

(۳) مریض کو گھر میں سنبھالنے میں مشقت ہوتی ہے اور مشاغل دنیویہ کا نقصان بھی، آج کا مسلمان اپنے عزیز کی تیمارداری کے لئے مشقت اور دنیوی نقصان برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں اس لئے اسے ہسپتال پہنچا دیتے ہیں۔ مغربی ممالک میں تو بڈھے خانے ہیں، بوڑھے والدین کو وہاں داخل کر دیتے ہیں یہاں بڈھے خانے نہیں تو پہنچاؤ ہسپتال۔

(۴) سوچتے ہیں کہ مریض کو گھر میں رکھیں گے تو معلوم نہیں کب تک لٹکا رہے گا ہسپتال پہنچا دو تو ادھر یا ادھر کام جلدی نمٹ جائے گا۔

میں نے اپنے وصیت نامے میں لکھا ہے اور پھر بہت تاکید سے وصیت کرتا ہوں کہ مجھے کسی حال میں بھی ہسپتال نہ لے جائیں بلکہ گھر میں بھی کبھی علاج پر اصرار نہ کریں، محبت کی حقیقت تو یہ ہے کہ راحت پہنچانے کی کوشش کی جائے مجھے علاج پر اصرار کرنے سے تکلیف ہوتی ہے خصوصاً اونچے علاج کا تو نام ہی سن کر بہت تکلیف ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ہر شخص کے ساتھ معاملہ الگ ہے۔ جس اللہ نے مجھے اسی سال کی عمر تک اونچے علاج سے بچایا ہے وہ آئندہ بھی بچائے گا۔

تقریباً پچاس سال سے میرے اللہ کا میرے ساتھ یہ معاملہ رہا ہے کہ گھر میں ہومیو پیتھی کی بہت تھوڑی سی رکھی ہوئی دواؤں میں ذرا سا غور کرکے کوئی دواء کھا لیتا ہوں اللہ تعالیٰ اسی سے شفاء عطاء فرما دیتے ہیں۔

(۳۹) بے دین رشتہ داروں کی علیحدگی نعمت ہے:

جو لوگ دین اختیار کرنا شروع کرتے ہیں، گناہوں کی مجالس میں آنا جانا چھوڑتے ہیں ان میں سے جن میں ابھی پختگی نہیں ہوتی وہ یہ سوال کرتے ہیں کہ اس طرح تو سب رشتہ دار چھوٹ جائیں گے میں ان سے یہ کہا کرتا ہوں کہ بے دین رشتہ دار مقاطعہ کرلیں تو اس پر دو رکعت نفل پڑھا کریں یا کم از کم سات بار "الحمد للہ" کہیں، کیوں؟ ذرا اس کی وجہ بھی سن لیں، بے دین لوگوں کے حالات تین قسم کے ہیں:

(۱) بعض لوگوں میں کچھ صلاحیت ہوتی ہے اور قبول کی توقع ہوتی ہے، انہیں دیندار بنانے کے لئے کوشش بھی کریں اور دعاء بھی کہ یا اللہ! تو انہیں بھی نفس و شیطان کے شر سے بچالے۔

(۲) دوسری قسم یہ کہ ان سے دیندار بننے کی توقع نہیں مگر وہ آپ کو بے دین بنانے کی کوشش نہیں کرتے تو یہ بھی غنیمت ہے کہ وہ آپ کو چھوڑ دیں بے دین بننے پر

مجبور نہ کریں:

﴿لکم دینکم ولی دین ۝﴾ (۱۰۹۔۶)

آپ رحمٰن کے بندے بنے رہیں اور وہ شیطان کے بندے بنے رہیں، آپ کو شیطان کے بندے بننے پر مجبور نہیں کرتے تو یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے اس لئے اس پر اللہ کا شکر ادا کریں۔

۳ رشتہ دار نہ تو دیندار بنتے ہیں اور نہ ہی آپ کو چھوڑتے ہیں بلکہ آپ کے ساتھ لگے رہتے ہیں کہ یہ کیوں رحمٰن کا بندہ بن رہا ہے اسے بھی اپنے ساتھ جہنم کی طرف گھسیٹنا چاہئے اس لئے ہر وقت کسی نہ کسی رشتہ دار کا ڈنڈا آپ کے سر پر پڑتا رہے کہ چھوڑو اس دین کو یہ کون سا دین ہے، شیطان کے بندے بنو شیطان کے، زبردستی آپ کو اپنی طرف کھینچیں۔

اس صورت میں بے دین رشتہ داروں کا علیحدہ ہو جانا بہت بڑی نعمت ہے، یہ مقام شکر ہے اس پر "الحمد للہ" کہا کریں۔ یا اللہ! تیرا کتنا بڑا کرم ہے کہ شیطان کے لشکر کے ان فوجیوں کو ایک ایک کرکے تونے مجھ سے الگ کر دیا۔

(۵۰) اہم نصیحت:

اگر کوئی حضرت اقدس سے نصیحت کی درخواست کرتا ہے تو آپ فرماتے ہیں:

"اللہ سے اس کی محبت مانگا کریں۔"

(۵۱) مرض حسد کا علاج:

اگر کسی کے ساتھ بغض و عداوت، حسد اور نفرت ہو جائے تو ان امراض کو ختم کرنے کے لئے چار کام کریں:

۱ اس کے لئے دنیا و آخرت کی بہتری کے لئے دعاء کیا کریں۔

❷ اس کی جائز تعریف کیا کریں۔
❸ ہو سکے تو بتکلف بدنی خدمت کیا کریں۔
❹ ہدایا دیا کریں۔

ان تدابیر سے حسد بغض وغیرہ امراض کا علاج ہو جائے گا۔

(۵۲) عالم بننے والوں کو چند نصیحتیں:

جو عالم بننا چاہے وہ ان ہدایات پر عمل کرے:

❶ کسی علم و عمل میں پختہ کار اور ماہر سے پوچھے کہ میرے اندر عالم بننے کی صلاحیت ہے یا نہیں؟ جو طبیب حاذق ہوتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ایسی بصیرت عطاء فرماتے ہیں کہ وہ حالات و استعداد کا جائزہ لے کر تھرمامیٹر لگا کر بتا دیتا ہے کہ صلاحیت ہے یا نہیں اگر وہ کہے کہ عالم بننے کی صلاحیت نہیں تو قوانین شرعیہ کا عام علم بہشتی زیور سے حاصل کریں۔

❷ اگر طبیب باطن کہے کہ عالم بننے کی صلاحیت ہے تو اولاً نیت درست کرے کہ خالص اللہ کے لئے یہ کام کرتا ہوں۔

❸ دوران تعلیم اصلاح نیت کا مراقبہ کرتا ہے۔

❹ اس کوشش اور محنت میں لگا رہے کہ جس کام میں اللہ نے لگا دیا اس میں کوتاہی نہ ہونے پائے۔

❺ اللہ تعالیٰ سے کامیابی کی دعاء کرتا رہے۔

❻ اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی نافرمانی سے بچے، جو مولوی اللہ کی نافرمانی سے نہیں بچتا وہ اللہ کا باغی ہے ایسا شخص دوسروں کو تو قوانین شریعت بتاتا ہے مگر خود ان پر عمل نہیں کرتا۔

❼ آلات علم، اساتذہ، کتاب، علمی کاغذات، قلم، روشنائی، چٹائیاں وغیرہ کا ادب

کرنے ورنہ علم کی دولت سے محروم رہے گا، استاذ کے ادب کا بہت زیادہ خیال رکھے۔

❽ یہ کوشش اور دعاء کرے کہ جس کام کی استعداد ہے اللہ تعالیٰ وہ کام مجھ سے لے لیں مثلاً تدریس، افتاء یا تصنیف و تالیف وغیرہ۔

❾ اللہ پر توکل کرکے اپنے کام میں لگا رہے کیونکہ جو شخص علم دین کی صلاحیت رکھتا ہو اس کے لئے سبب معیشت یہی ہے، اب یہ سرکاری آدمی ہے اسے معاش کا غم نہیں کرنا چاہئے اس کی معاش سرکار کے ذمہ ہے۔ تنخواہ وغیرہ سے بے نیاز ہوکر خدمت دین میں مشغول ہوجائے۔ (علماء کے استغناء کے حالات وعظ "محبت الہیہ" میں پڑھیں۔ جامع)

۵۳ میرے ذمہ کسی کا کوئی حق نہیں:

ملک الموت میرا بہت گہرا دوست ہے، اس سے ملنے کو بہت دل چاہتا ہے تھوڑی سی آہٹ ہوتی ہے تو سمجھتا ہوں کہ شاید دوست آگیا۔ اگر ملک الموت آکر مجھ سے یہ کہے کہ تمہیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں اگر کوئی وصیت کرنی ہو تو کرلو، اگر اللہ کا یا بندوں کا کوئی حق رہ گیا ہو تو ادا کرلو تو میں جواب دوں گا کہ ایک لمحہ کی مہلت بھی نہیں چاہئے کیونکہ میرے ذمہ کسی کا کوئی حق نہیں۔ بفضل اللہ تعالیٰ کوئی قرض ادا کرنا باقی نہیں، کسی بندہ کا کوئی مالی حق میرے ذمہ نہیں البتہ جسمانی حقوق میں ابتلاء کے مواقع پیش آتے رہے ہیں، اپنی اولاد اور طلبہ کو بغرض اصلاح اور بعض غیر متعلق لوگوں کو بھی حمیت دینیہ کے باعث زجر و توبیخ اور بعض مرتبہ جسمانی سزا کی بھی نوبت آئی، چونکہ ان مواقع میں ضرورت سے زیادہ شدت یا نفس کی آمیزش کا احتمال ہے اس لئے میں نے ان سب حضرات سے معافی مانگ لی ہے۔ اس لئے میں تو ملک الموت سے کہوں گا جلدی لے چلو رٹ لگاؤں گا کہ بس

جلدی لے چلو جلدی۔

(۵۴) شوق شہادت:

مدت سے شوق شہادت ہے لیکن سوچتا ہوں کہ اولاً تو آج کل جنگوں سے مقصود صرف دنیا ہے اعلاء کلمۃ اللہ مقصود نہیں، ثانیاً محاذ جنگ پر بھی لوگ اللہ کی نافرمانی سے نہیں بچتے ایسے لوگوں کے ساتھ رہنا مشکل ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے کہتا ہوں کہ شوق شہادت تو ہے مگر موقع کیا ہو۔ کبھی خیال آتا ہے کہ بنصر اللہ تعالیٰ میرا قلم تو زندیقوں، کافروں، ملحدوں اور بے دینوں کے خلاف تلوار سے بھی زیادہ چلتا ہے ہو سکتا ہے کہ اسی سے مجھے شہادت کا درجہ مل جائے۔

(یہ اس وقت کی بات ہے جب افغانستان میں جہاد شروع نہیں ہوا تھا۔ اس محاذ کے کھلنے کے بعد حضرت اقدس نے جہاد کے کئی سفر کئے ایک بار قندھار میں حضرت امیر المؤمنین سے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ مجھے ایک جیل میلہ دے کر محاذ پر بھیج دیں ہزاروں دشمنوں کو جہنم رسید کرنے کے بعد دشمن کی طرف سے آنے والے کسی گولے کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں پہنچادیں گے، حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا کہ آپ کی دعائیں کافی ہیں، لڑنے کے لئے آپ کے شاگرد اور آپ کے بچے موجود ہیں یہ طالبان آپ کے ہی بچے ہیں۔ جامع)

(۵۵) بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے:

ایک مولوی صاحب کی تین سالہ بچی نے والد کی ڈاڑھی کو ہاتھ لگا کر پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ڈاڑھی ہے اس پر وہ بچی کہنے لگی کہ بہت اچھی لگتی ہے امی کے لئے بھی لادیں۔ یہ قصہ سن کر میرے ذہن میں فوراً یہ حدیث آگئی:

﴿ما من مولود الا یولد علی الفطرة فابواه یهودانه او

ینصر اللہ او یمحا اللہ ﴿ (متفق علیہ)

ہر بچہ اللہ کی محبت یعنی دین اسلام کی محبت لے کر پیدا ہوتا ہے پھر والدین اس کو یہودی، عیسائی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔ آج کل کے فاسق والدین بچوں کو فاسق بنا دیتے ہیں۔ بچہ پر ماحول کا اثر ہوتا ہے چھوٹی سی بچی کو داڑھی کتنی اچھی لگتی ہے کہ والدہ کے لئے لانے کو کہہ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بچی کا کچھ شعور آج کے بے دین مسلمان کو بھی دے دیں۔ آج کا مسلمان تو کہتا ہے کہ ابو کا چہرہ بھی امی جیسا ہونا چاہئے۔ قاضی احسان شجاع آبادی نے قصہ بیان فرمایا کہ میرے گھر میں ایک مسٹر آگئے میں اپنے بچے کو اٹھائے ہوئے تھا اور وہ رو رہا تھا مسٹر نے کہا کہ مولانا یہ کیا بات ہے کہ ہم اپنے بچے کو گود میں لیتے ہیں تو وہ چپ ہو جاتا ہے رونا بند کر دیتا ہے لیکن مولویوں کے بچے ان کی گود میں آکر بھی روتے رہتے ہیں؟ اس پر میں نے مسٹر سے کہا کہ اصل میں بچہ جب آپ کی گود میں آتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ امی کی گود میں ہوں امی ابھی دودھ پلائے گی اس امید پر بچہ روتا نہیں اور مولوی کی گود میں آکر بچہ اس لئے چپ نہیں ہوتا کہ وہ جانتا ہے کہ یہ ابو ہے ابو یہ امی نہیں ہے جو دودھ پلائے، یہ جواب سن کر مسٹر بغلیں جھانکنے لگا۔

(۵۶) ذاتی مکان:

کسی نے حضرت اقدس سے کہا کہ آپ بھی کوئی پلاٹ خرید کر اپنا ذاتی مکان بنوا لیں، حضرت اقدس نے فرمایا کہ مجھے مکان کی ضرورت نہیں البتہ ایک ۶ × ۲ فٹ کے مکان میں جانے کا شوق ہے اور وہاں تو آپ لوگ خود مجھے چھوڑ کر آئیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ وہاں بہت مزے ہوں گے اوپر سے تو وہ ۶ × ۲ فٹ نظر آئے گا لیکن اندر سے انشاء اللہ تعالیٰ بہت وسیع ہو گا جس میں بہت عالی شان باغ ہوں گے، وہاں ذکر و دعاء بھی کرتے رہیں گے۔

(۵۷) متبنٰی بنانے کی درخواست:

کسی نے حضرت اقدس سے درخواست کی کہ مجھے اپنا متبنٰی بنالیں، حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ یہاں میرے پاس جتنے بھی طلبہ ہوتے ہیں وہ سب میرے متبنٰی ہی ہوتے ہیں۔

(۵۸) قرب کی حقیقت:

کسی نے حضرت اقدس سے درخواست کی کہ حضرت اپنے فارغ اوقات میں مجھے ساتھ رہنے کی اجازت دے دیں۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ جہاں بھی رہیں ہر حال میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھیں، اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی نافرمانی سے بچیں تو بس یوں سمجھیں کہ میرے ساتھ ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں قرب نہ تو نسب کے اعتبار سے ہے نہ ہی مکان کے اعتبار سے بلکہ قرب کی حقیقت اطاعت ہے، جتنا گناہوں سے بچے گا اتنا ہی قرب حاصل ہوتا جائے گا۔

حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ آپ کا بیٹا نہیں، اس کا یہ مطلب نہیں کہ نسب کے اعتبار سے بیٹا نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو شے ہمیں مطلوب ہے یعنی ایمان وہ اس میں نہیں۔ اسی طرح زوجۂ نوح علیہ السلام کو حضرت نوح علیہ السلام سے کتنا قرب مکان و اتصال حاصل تھا مگر اللہ کے ہاں اس کا اعتبار نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب، ابوجہل اور ابولہب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرب نسبی و مکانی حاصل تھا لیکن یہ قرب ان کے کسی کام نہ آیا اس لئے کہ ایمان و اطاعت نہیں۔ مشرکین مکہ نیک کام بھی کرتے تھے، بیت اللہ میں جاتے تھے عبادت کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو بعد شمار کیا ہے قرب نہیں۔ مکانی قرب حاصل ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں کہ یہ ہم سے بہت دور ہیں۔

ایک شخص بیت اللہ سے بہت دور ہے، نہیں جاسکتا، لیکن گناہوں سے بچتا ہے تو بعد مکانی کے باوجود اس شخص کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہے۔ جس وقت ہندوستان میں انگریز اپنے قدم جمارہا تھا تو علماء دیوبند نے انگریز کے خلاف علم جہاد اٹھایا حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین تھے، آخر میں آپ مکہ مکرمہ ہجرت فرماگئے تھے حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے کہا کہ سنا ہے کہ شریف مکہ (اس وقت کا حکمران) انگریز کے دباؤ میں آکر آپ کو مکہ مکرمہ سے نکال دے گا آپ نے فرمایا:

"تو کیا ہوا یہ فقیر جہاں بھی جاکر بیٹھ جائے وہی اس کا مکہ ہے۔"

اللہ کے ساتھ ایسا قرب حاصل ہوگیا۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاران کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بن گہ خلیل آزر است
دل گزرگہ جلیل اکبر است

دل کو قبضہ میں لاؤ کہ یہ اللہ کی نافرمانی کی طرف بال برابر متوجہ نہ ہو حتی کہ ساری دنیا زور لگالے مگر دل میں اس کی نافرمانی کا خیال بھی نہ گزرے، اگر دل بن جائے تو یہی حج اکبر ہے۔ حج کی بھی روح یہی ہے، حج عشق محبوب کا مظہر ہے اصل مقصد رضائے محبوب ہے۔ جس دل میں اللہ کے حسن کا پرتو ہوجائے اس کا کعبہ سے افضل ہونا واضح ہے۔

میں ایک بار گھر والوں کی روضۂ اقدس پر حاضری کے لئے ایسے وقت کی تلاش میں رہا کہ مردوں سے اختلاط نہ ہو مگر ایسا موقع نہ مل سکا تو میں نے انہیں مسجد سے

باہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک سے مواجہہ کر کے کھڑا کیا اور کہا کہ یہاں سے سلام پڑھیں۔ مسجد میں غیر محارم سے اختلاط کی وجہ سے ہم نہیں گئے وہاں مسجد سے باہر کھڑے ہو کر میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں عرض کیا کہ یا اللہ! ہم اتنی دور سے صرف تیرے لئے آئے ہیں اور یہاں اتنی دور تیرے حکم کی تعمیل میں ہی کھڑے ہوئے ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ایسا یقین عطاء فرمایا کہ میں خود کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب محسوس کر رہا تھا۔ غرضیکہ اللہ کے نزدیک قرب مکان، زمان اور نسب کا اعتبار نہیں بلکہ اطاعت کا اعتبار ہے، جو بھی اللہ کی اطاعت کرتا ہے اسے اللہ کا قرب حاصل ہے خواہ وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں رہتا ہو۔

(۵۹) معمولات کا ناغہ نہ ہونے دیں:

جب کسی دن حضرت اقدس کی تلاوت باقی ہوتی ہے تو عصر کے بعد بیان شروع کرنے سے پہلے فرماتے ہیں کہ آج میری تلاوت باقی ہے اس لئے بات مختصر کروں گا۔ فرماتے ہیں کہ یہ بتانے سے دو مقصد ہوتے ہیں:

(۱) معمولات کی پابندی کی عادت ڈالیں، کسی معمول کا کسی بھی صورت ناغہ نہ ہونے پائے اگر کسی وجہ سے رہ جائے تو کسی نہ کسی طرح وقت نکال کر اسے پورا کریں کیونکہ ناغہ سے سخت نقصان ہوتا ہے۔

(۲) کبھی دواء کی مقدار کم کر دی جاتی ہے لیکن قوت بڑھا دی جاتی ہے۔ مختصر بات سے زیادہ اثر لینے کی کوشش کریں۔

(۶۰) غیر مقلدین کو جواب:

ٹورنٹو میں ایک مولوی صاحب نے بتایا کہ یہاں غیر مقلد یہ کہتے ہیں کہ صحیح

بخاری میں ام درداء رحمہا اللہ تعالیٰ کا عمل منقول ہے کہ وہ تشہد میں مردوں کی طرح بیٹھا کرتی تھیں اور امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ فقیہ تھیں، اس کے جواب میں حضرت اقدس نے فرمایا کہ غیر مقلدین خود تو ایک عورت کی تقلید کررہے ہیں اور ہمیں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید سے روکتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ غیر مقلدین امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی نقل روایت پر اعتماد کرتے ہیں اور ہمیں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی نقل احادیث کو قبول کرنے سے روکتے ہیں حالانکہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ سے سو سال پہلے گذرے ہیں اللہ تعالیٰ نے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کو بارہ سو سال تک حکومت عطاء فرمائی وہ اس طرح کہ یہ واحد امام ہیں جن کا مذہب پوری دنیا میں رائج ہوا۔ بارہ سو سال تک دنیا میں جہاں بھی اسلامی حکومت قائم ہوئی وہاں قضاۃ کے فیصلے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق ہوتے تھے، آپ کے شاگرد امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ قاضی القضاۃ یعنی پوری دنیا کے سب سے بڑے جج تھے۔ عدالتوں کے فیصلے فقہ حنفی کے مطابق ہوتے تھے، دوسرے تینوں مذاہب بھی تھے لیکن فیصلے فقہ حنفی کے مطابق ہوتے تھے اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے احادیث کے صحیح ہونے کا جو معیار مقرر فرمایا ہے وہ ائمہ حدیث رحمہم اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں بہت بلند ہے۔

(۶۱) غیر عالم کی تصنیف پڑھنا جائز نہیں:

ارشاد: کتاب بہترین ساتھی ہے بشرطیکہ اس سے آپ کے دین یا دنیا کوئی نفع ہو۔ عام طور پر لوگ کتاب کے انتخاب پر توجہ نہیں دیتے جو کتاب ہاتھ لگی پڑھ لی یہ طریقہ بہت خطرناک ہے مثال کے طور پر کوئی کتاب پڑھ لی غیر مقلدین کی اور کوئی

کتاب اصناف کی پڑھ لی، اس سے ذہن الجھن کا شکار ہو جاتا ہے۔ کبھی کسی طرح کی کوئی بات دل کو لگ گئی تو ایمان ہی خطرے میں پڑ گیا۔ اس لئے بہت تاکید سے وصیت کرتا ہوں کہ جن لوگوں کا کسی سے اصلاحی تعلق ہو تو وہ شیخ سے پوچھے بغیر کوئی کتاب نہ دیکھا کریں اور جن کا کسی سے اصلاحی تعلق نہیں وہ اتنا خیال ضرور رکھیں کہ صرف اپنے مسلک کے عالم کی کتاب پڑھیں کسی غیر عالم کی کتاب ہرگز نہ پڑھیں۔ اپنے مسلک کا عالم بھی مستند اور محق و محقق ہو۔ یہ بھی خوب سمجھ لیں کہ حفاظت دین کے لئے کسی سے اصلاحی تعلق رکھنا ضروری ہے۔

۶۲ عبادات کے عدم قبول کے خطرہ کے وقت دعاء:

اگر کبھی عبادات کی عدم قبول کا خطرہ غالب آجائے تو یوں دعاء کیا کریں:

"یا اللہ تو نے اپنی مخلوق میں کوئی کریم ایسا پیدا نہیں فرمایا ہو بھیک کا پیالہ تو دے دے لیکن اس میں خیر نہ ڈالے، یا اللہ! تو تو کریموں کو پیدا کرنے والا ہے تو نے عبادت کا ظاہر دے دیا تو گویا بھیک کا پیالہ عطاء فرمادیا اپنی رحمت سے اس میں خیر بھی عطاء فرمادے یعنی قبول فرمالے یا اللہ! جب تیری مخلوق میں کوئی ایسا کریم نہیں تو تیری شان کرم سے بعید ہے کہ پیالہ تو دے مگر اس میں خیر نہ ڈالے۔"

۶۳ لوگوں کی عقیدت پر دعاء:

میں جب لوگوں کی بہت عقیدت و محبت دیکھتا ہوں تو یہ دعاء کرتا ہوں:

"اللہ تعالیٰ ان کے حسن ظن و حسن عقیدت کو حقیقت بنادیں کہیں خدا نخواستہ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن مجھے ذلیل کردیا

جائے اور یہ عقیدت مند تماشا دیکھیں:

رب لا تخزنی یوم یبعثون۔"

"میرے رب! مجھے بروز قیامت رسوا نہ کیجیو۔"

(۶۴) وطن کے لئے کمانے کی فکر:

جیسے جیسے عمر زیادہ ہو رہی ہے بار بار یہ مثال سامنے آ رہی ہے کہ جیسے کوئی وطن سے دور کمانے گیا ہو اس کے باہر قیام کی مدت جیسے کم ہوتی جائے گی اسے وطن کے لئے کمانے کی فکر بڑھتی جائے گی۔

(۶۵) کشف قبور کا مراقبہ:

حضرت اقدس نے ایک مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ کو کشف قبور کا مراقبہ بتادوں آپ سے مردے باتیں کرنے لگیں؟ انہوں نے اشتیاق ظاہر کیا تو حضرت اقدس نے فرمایا:

"آپ محاذ پر چلے جائیں شہید ہو جائیں گے تو آپ کو قبرستان میں داخل کر دیں گے پھر مردے آپ سے باتیں کریں گے۔"

(۶۶) مخالفین کے ساتھ معاملہ:

اللہ تعالیٰ جن حضرات کو خدمات دینیہ کے لئے منتخب فرمالیتے ہیں وہ مخالفین کے اعتراضات کے جواب کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے۔ اعتراضات کے جواب کی طرف متوجہ ہونے میں یہ نقصان ہیں:

(۱) مخالف کہے گا کہ اس کی چوٹ بہت زبردست پڑی ہے جس کی شدت سے آپ

بلبلا اٹھے اس پر وہ خوش ہو گا۔

❷ جو دماغ، وقت اور قلم آپ خدمات دینیہ پر صرف کر رہے تھے اس میں سے بہت بڑا حصہ اعتراضات کے جواب کی طرف خرچ کریں گے، سوچئے! آپ نے اپنا کتنا بڑا نقصان کیا۔

❸ مخالف آپ کے اس نقصان کو دیکھ کر خوش ہو گا اس لئے کہ اس کا تو مقصد ہی یہی ہے کہ آپ کی خدمات دینیہ کا نقصان کرے، وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تو وہ اپنی اس مہم کو اور زیادہ تیز کرتا چلا جائے گا اور اگر آپ ادھر توجہ نہیں کریں گے تو وہ اپنی کوشش کو ناکام سمجھ کر مایوس ہو کر، خائب و خاسر ہو کر، ذلیل ہو کر خود ہی خاموش ہو جائے گا۔ مخالفین کے اعتراضات سے کان بند کر کے اپنے کام میں لگے رہیں ع

خلقے پس دیوانہ و دیوانہ بکارے

"مخلوق دیوانے کے پیچھے پڑی ہوئی ہے اور دیوانہ کسی بہت اہم کام میں مشغول ہے۔"

چشم بند و گوش بند و لب ببند

"آنکھ بند رکھ اور کان بند رکھ اور لب بند رکھ۔"

اگر کسی نے خط میں کوئی اعتراض لکھا اور جواب کے لئے لفافہ بھی بھیج دیا تو خط پر کچھ بھی نہ لکھیں ویسے ہی واپس کر دیں، سلام کا جواب بھی نہ لکھیں مکتوب کے سلام کا جواب دینا ضروری نہیں، یہ تفصیل اس وقت ہے جبکہ اعتراض ذاتی نوعیت کا ہو، نظم سے متعلق نہ ہو، اگر نظم کے بارے میں ہو تو اسے اس طرح جواب دینا چاہئے: "اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو علم، جو عقل، جو تجربہ اور جتنی استطاعت عطاء فرمائی ہے ہم اس کے مطابق کام کر رہے ہیں، اگر آپ کا علم، آپ کی عقل، آپ کا تجربہ اور استطاعت ہمیں مل جاتی تو ہم آپ کے خیال کے مطابق کام کرتے۔"

مخالفین کے اعتراضات کے فائدے:

❶ ان پر غور کریں اگر واقعۃً اپنی کوئی غلطی نظر آئے تو اس کی اصلاح کریں۔ اگر غلطی علانیہ تھی تو اس سے توبہ و اصلاح کا بھی اعلان کریں۔

❷ عقیدت مندوں کی مدح و ثناء سے عجب پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے ان کے مقابلہ میں مخالفین کے اعتراضات بھی سامنے آتے ہیں تو ذہن کا توازن برقرار رہتا ہے، خطرہ عجب سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

❸ محق اور محقق کے مخالفین زیادہ ہوتے ہیں اس لئے اعتراضات کی کثرت اس کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو اپنے ایسے جلیل القدر بندوں کی فہرست میں داخل فرمالیا۔

۶۷ اللہ کے ہاں سیف ہونے والا پریشان نہیں ہوتا:

ایک بار یہاں کچھ مہمان آئے ہوئے تھے ان میں سے ایک پر اچانک کوئی زبردست دورہ پڑا انہیں بقائی ہسپتال میں داخل کروادیا۔ میں نے فون پر ڈاکٹر سے کہا کہ ان کا ذرا خیال رکھیں تو ڈاکٹر نے بہت عجیب جواب دیا کہنے لگے:

"جب مریض کو ہسپتال میں پہنچادیا جاتا ہے تو وہ ہسپتال میں سیف (محفوظ) ہو جاتا ہے اس کے بعد کسی کے لئے کوئی پریشانی کی بات نہیں رہتی جو ہونا ہوگا ہو جائے گا۔"

ڈاکٹر کے اس جملہ کا میرے قلب پر بہت اثر ہوا میں اسے بار بار سوچتا رہتا ہوں اور دوسروں کو بھی بتاتا رہتا ہوں کہ جب ڈاکٹر کے ہاں سیف ہونے کے بعد کوئی پریشانی کی بات نہیں رہتی تو جو اللہ کے ہاں سیف ہو جائے وہ کیسے پریشان ہو سکتا ہے جبکہ ڈاکٹر کا علم ناقص، قدرت ناقص، محبت ناقص اور حکمت ناقص اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کا علم کامل، قدرت کامل، محبت کامل، حکمت کامل۔

۶۸ شیر کو دھمکی:

ایک بچے کا والد اسے حضرت اقدس کی خدمت میں لایا اور کہنے لگا کہ اسے بیداری میں شیر نظر آتا ہے۔ اس سے ڈر کر بہت روتا ہے کھانا بھی نہیں کھاتا۔ حضرت اقدس نے بچے سے فرمایا کہ اب جب بھی شیر نظر آئے تو اسے کان سے پکڑ کر میرے پاس لاؤ پھر دیکھنے میں اس کا کیا بناتا ہوں۔ دوسرے روز جب وہ بچے کو لائے تو بتایا کہ اسے پھر شیر نظر نہیں آیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا گھر میں روزانہ تین بار بہت زور سے للکار کر پکارا کرو:

"او شیرا ادھر آ تجھے کان سے پکڑ کر حضرت اقدس کی خدمت میں لے چلوں گا پھر دیکھنے تیرا کیا بناتے ہیں۔ یہ عمل ایک ہفتہ کر کے مجھے بتائیں۔"

اس کے بعد انہوں نے بتایا کہ اب شیر کبھی نظر نہیں آتا۔

۶۹ دیو کا کان پکڑ کر لائیں:

کسی نے حضرت اقدس کو بتایا کہ اسے بیداری میں دیو نظر آتا ہے اور وہ بہت بڑا، لمبا، کالا، ہیبت ناک ہے، وہ کہتا ہے کہ یہ سامنے جو بہت بڑی بلڈنگ اسے ذرا سی انگلی لگا دوں تو یہ بلڈنگ گر جائے گی۔ حضرت اقدس نے اس شخص سے فرمایا:

"اس دیو کا کان پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔"

اس نے کہا کہ وہ تو بہت لمبا ہے اس کے کان تک میرا ہاتھ کیسے پہنچے گا۔

حضرت اقدس نے فرمایا:

"اسے ڈانٹ کر کہو کہ اپنا کان مجھے پکڑاؤ وہ اپنا کان پکڑوا دے

گا، کان سے پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔"

پھر وہ دیو نہیں آیا۔

(۴۷) رنگین لباس:

میری بالکل نو عمری کا قصہ ہے تقریباً اب سے پچپن سال پہلے میں موزے لینے ایک دوکان پر گیا۔ دوکاندار نے رنگین اور منقش موزے دکھائے میں نے کہا یہ تو زنانہ ہیں وہ کہنے لگے آج کل تو زنانہ مردانہ سب ایک جیسے چلتے ہیں۔ میں نے کہا کہ زنانہ مردانہ صورتیں تو سب ایک جیسی ہو ہی گئی تھیں اب ترقی کر کے موزے بھی ایک جیسے ہو گئے اللہ رحم فرمائے، یہ خیال بھی نہیں تھا کہ آگے چل کر کسی زمانے میں پورا لباس ہی زنانہ مردانہ ایک جیسا ہو جائے گا مرد رنگین کپڑے پہننے لگیں گے۔ اب جب میں مردوں کے رنگین کپڑے دیکھتا ہوں تو مجھے اپنا وہ پرانا زمانہ اور اس دکاندار سے بات چیت یاد آجاتی ہے۔ جو مرد رنگین کپڑے پہنتے ہیں اس کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں:

❶ زینت، شرعاً و عقلاً یہ نظریہ غلط ہے، زینت تو سفید لباس میں ہے وہ سنت ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں جو چیز زینت ہے مسلمان کی نظر میں وہ زینت کیوں نہیں؟

❷ رنگین لباس اختیار کرنے کی دوسری وجہ یہ بتاتے ہیں کہ یہ جلدی میلا نہیں ہوتا۔ یہ بھی شرع و عقل دونوں کے خلاف ہے۔ اگر تو رنگین لباس پر داغ نہ پڑتا یا میل کو قبول نہ کرتا یعنی اس کے اندر میل نہ جاتا تو پھر تو کوئی بات بھی تھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس پر دھبے پڑتے ہیں، میل ان میں جاتا ہے مگر دھبے یا میل نظر نہیں آتے تو ان لوگوں کے نظریہ کا حاصل یہ ہوا کہ یہ میل کچیل سے بچنا نہیں چاہتے بلکہ اپنے جسم کے ساتھ جمع رکھنا چاہتے ہیں، میل کو اپنے لباس میں جمع رکھنے

کی محبت ہو گئی ہے، جیسے بعض لوگ دانتوں کو صاف نہیں کرتے لیکن لوگوں کی نظر سے دانتوں کے میل کو چھپانے کے لئے پان کھاتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چند روز میں دانت خراب ہو جاتے ہیں مسوڑھے گل سڑ جاتے ہیں۔ عقل کی بات تو یہ ہے کہ میل سے بچنے کی کوشش کی جائے جہاں ذرا سا میل آئے فوراً صاف کرنے کی کوشش کی جائے لیکن ان لوگوں کی حماقت کہ بچنے اور صاف کرنے کی بجائے رنگین لباس پہن کر اسے جمع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سفید لباس پہننا سنت بھی، زینت بھی اور اس میں صفائی بھی کہیں ذرا سا دھبہ لگ جائے تو فوراً نظر آئے گا صاف کر دیں گے۔ جو لوگ رنگین لباس اس لئے پہنتے ہیں کہ میل اور داغ دھبے نظر نہ آئیں ویسے خواہ کتنا ہی میل جمع ہو جائے اگر ان کا یہی نظریہ رہے کہ داغ دھبے نظر آئیں تو صاف کئے جائیں ورنہ یونہی رہنے دیں تو اس بے حسی کا اثر یہ ہو گا کہ نظر تو دل کے داغ دھبے بھی نہیں آتے تو ان کو دور کرنے کی بجائے بس یہی سوچیں گے کہ جب نظر نہیں آتے تو جو کچھ بھی دل میں کاٹھ کباڑ ہے رہنے دو۔ ان لوگوں کو غلاظت، نجاست، کثافت سے بچنے کی فکر نہیں، جمع رکھنے سے محبت ہے، ان کا دماغ اس سے مانوس ہو گیا ہے۔ حضرت رومی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک بھنگی کا قصہ بیان فرمایا ہے کہ ایک بھنگی عطار کی دوکان کے قریب سے گذرا اس کو عطر کی خوشبو آئی تو بے ہوش ہو گیا، طبیبوں نے کوشش کی علاج نہ ہو سکا اس کے بھائی کو علم ہوا اس نے اس کی ناک کے قریب پاخانہ کیا تو وہ ہوش میں آگیا۔

لطیفہ:

میرے لباس میں تو خوشبو ہوتی ہے۔

(حضرت اقدس کا لباس خوشبو سے اتنا معطر ہوتا ہے کہ جہاں سے گذر جائیں دیر تک خوشبو مہکتی رہتی ہے ایک بار ایک بہت بڑے صنعت کار حضرت اقدس کے

کمرے میں آئے، اس وقت کمرے میں بخور کی خوشبو مہک رہی تھی، وہ کمرے سے نکل کر کھلی فضاء اور ہوا سے گزرتے ہوئے بہت دور اپنے گھر پہنچے تو گھر والے بہت حیرت سے پوچھنے لگے کہ ایسی بہترین خوشبو آپ کو کہاں سے ملی؟ جامع)

مجھے مجلس یا مسجد میں آتے وقت خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں یہ رنگین لباس والے اس خوشبو سے بے ہوش نہ ہوجائیں اس لئے دو رنگین لباس والے ایک ساتھ رہا کریں تاکہ میری خوشبو سے اگر ایک بے ہوش ہوجائے تو دوسرے کا کپڑا اس کی ناک کے پاس کردیا جائے تاکہ دونوں کی بدبو مل کر غالب آجائے اور وہ ہوش میں آجائے۔

(۷۱) دو امور پر کوتاہی کا احساس:

میں جب دو چیزوں پر غور کرتا ہوں تو خود کو کوتاہ محسوس کرتا ہوں:

❶ اللہ تعالیٰ نے نہی عن المنکر کی مجھے جتنی استطاعت عطاء فرمائی ہے میں اس کے مطابق عمل نہیں کرپاتا اس سے استغفار کرتا ہوں۔

❷ علاج کے سلسلے میں احباب کے اصرار پر اپنے نظریئے پر قائم نہیں رہ سکتا اس سے تجاوز ہوجاتا ہے۔

(۷۲) ہر کام میں لذت:

جب انسان کے قلب میں اللہ کی محبت پیدا ہوجائے تو پھر اسے ہر کام میں مزا آتا ہے وہ ہر حالت میں خوش رہتا ہے اس کا دل سرور سے بھرا رہتا ہے۔

سرورٌ سرورٌ سرورٌ سرور

بڑا لطف دیتا ہے نام سرور

بحمد اللہ تعالیٰ میں جو کام بھی کرتا ہوں مجھے اس میں بہت مزا آتا ہے، کھانے

پڑھنے میں، ذکر و تلاوت میں، علمی کاموں میں خاص طور پر اللہ کے دشمنوں کے خلاف قلم چلانے میں بہت مزا آتا ہے اور جب پوری دنیا پر ایک اللہ کی حکومت قائم کرنے کے لئے میدان جہاد میں ضرب و حرب اور بزن و بکش کے معرکہ کا تصور آجاتا ہے تو میرے سرور کا کچھ نہ پوچھئے۔

پہنچتی اپنی نظریں مستقر میں تا لامکاں دیکھیں

اب تو یہ منظر تقریباً ہر وقت سامنے رہتا ہے

اسی کا اب تو نقشہ جم گیا ہے میری آنکھوں میں
اسی کو تک رہا ہوں میں نگاہیں ہوں جہاں میری

اس وقت اسی سال کی عمر میں بھی جوانی جوش مار رہی ہے، تصور ہی تصور میں کبھی بمبار طیارے پر اور کبھی بہت زبردست گھوڑے پر سوار ہو کر اللہ کے دشمنوں کو اڑا رہا ہوں، گھوڑا بھی کیسا۔

مکر مفر مقبل مدبر معا

"بار بار بہت حملے کرنے والا، بہت بھاگنے والا، یک وقت آگے بڑھنے والا اور پھر جھپٹنے کے لئے پیچھے کو پلٹنے والا۔"

گویا اس کی شان یہ ہے۔

جھپٹنا پلٹنا پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کے ہیں یہ بہانے

(۶۳) سچے عشق کا معیار:

فرمایا: اگر اللہ کی محبت کے جذبات احکام شریعت سے متجاوز ہونے لگیں تو یہ عشق جھوٹا ہے ورنہ سچا۔

(۷۴) نیند موت کی بہن ہے:

نیند موت کی بہن ہے اس لئے میں جب صبح کو بیدار ہوتا ہوں تو بیدار ہونے کی دعاء کے علاوہ کلمۂ شہادت بھی پڑھتا ہوں اس نیت سے کہ جب قبر سے اٹھیں گے تو فوراً پڑھیں گے: اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمد اعبدہ و رسولہ۔

(۷۵) دنیوی نعمتیں ذریعۂ مقصود ہیں:

دنیا مقصود نہیں آخرت مقصود ہے اس لئے دنیوی نعمتیں مقصود نہیں بلکہ ذریعۂ مقصود ہیں یعنی آخرت بنانے کا ذریعہ ہیں۔ جب قلب میں اس بات کا استحضار رہے گا تو انسان نعم دنیا میں بقدر ضرورت ہی مشغول ہوگا اور جو ان نعمتوں کو ہی مقصود سمجھ کر ان میں لگا رہے گا اس کے دینی امور مغلوب ہوجائیں گے اور مقصد فوت ہوجائے گا، جیسے کھانے کے ساتھ چٹنی مقصود نہیں بلکہ اشتہاء بڑھانے کا ذریعہ ہے، اگر کوئی اس کو کھانے کے طور پر استعمال کرنے لگے تو انتڑیاں گل جائیں گی صحت تباہ ہوجائے گی، ایسے ہی دنیا کی مفرحات میں احتیاط سے کام لینا چاہئے ایسا نہ ہو کہ غلو کا شکار ہوجائے اور دل و دماغ پر یہی مسلط رہنے لگیں، اگر غلو نہ ہوا اعتدال میں رہ کر نعمتوں کو استعمال کیا تو یہ سب چیزیں ثواب میں لکھی جائیں گی اور ذریعۂ آخرت بنیں گی۔ ان نعمتوں سے آخرت کیسے بنتی ہے:

(۱) نعم دنیا کے چار درجات ہیں:

(۱) ضرورت، جو لوازم زندگی میں سے ہو اس کے نہ ہونے سے ضرر لاحق ہو، جیسے بقدر کفایت طعام و لباس وغیرہ۔

(۲) حاجت، جس کے نہ ہونے سے ضرر تو نہ ہو لیکن گزارہ مشکل ہو، جیسے قدر کفایت سے زائد حاجات میں کام آنے والی چیزیں۔

③ آسائش، حاجت سے زائد آرام وراحت کی چیزیں۔
④ زیبائش یا آرائش، صرف زیب و زینت کی چیزیں۔
نعمتوں کے ان چاروں درجات کو آخرت کی نعمتیں حاصل کرنے کا ذریعہ بنائیں اس کے لئے یہ ترچلا استعمال کریں:
① یہ سوچا کریں کہ اگر ضرورات و حاجات پوری نہ ہوں تو انسان انہی کو حاصل کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جس کو یہ نعمتیں عطاء فرمادیں وہ ان پہ اللہ تعالیٰ کا شکر اداء کرے کہ الحمدللہ! ضرورت و حاجت پوری ہوگئی اس رب کریم کی طرف متوجہ ہوجائیں اور اس کی اطاعت اختیار کریں۔ آسائش اور زیبائش و آرائش سے دل و دماغ میں سرور پیدا ہوتا ہے، سکون و فرحت حاصل ہوتی ہے، اسے بھی آخرت میں ترقی کا ذریعہ بنائیں کیونکہ مقصود یہ نہیں کہ جسم کو راحت و فرحت حاصل ہو بلکہ مقصود یہ ہے کہ اس راحت و فرحت کے ذریعہ آخرت کے کام زیادہ سے زیادہ کئے جائیں انسان کا جسم اس کے لئے سفر آخرت کی سواری ہے سواری چوکس ہو اور لگام صحیح طریقے سے ڈالی ہوئی ہو تو سفر اچھا گذرتا ہے۔
② نعمتوں کو منعم سے محبت پیدا کرنے کا ذریعہ بنائیں، جیسے جیسے محبت بڑھتی جائے گی نافرمانیاں چھوٹتی جائیں گی اور آخرت کی نعمتوں میں ترقی ہوتی جائے گی۔
③ یہ سوچا کریں کہ دنیا کی نعمتیں غیر اختیاری ہیں۔ بہت سی نعمتیں تو ایسی ہوتی ہیں کہ جن کی خواہش کرتے کرتے انسان قبر میں چلا جاتا ہے وہ نعمتیں اسے حاصل نہیں ہوتیں اور اگر حاصل ہو بھی جائیں تو صاف نہیں بلکہ مکدر ہیں، ہر نعمت کے ساتھ کچھ تکلیفیں بھی ہیں تو ایسی چیزوں کے ساتھ کیا دل لگانا اس کی بجائے آخرت کی نعمتوں کا شوق اور ہوس پیدا کریں۔ انہیں حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اس سلسلے میں تین کام کریں۔
① صبح بیدار ہونے کے بعد یہ سوچیں کہ دنیوی نعمتیں مقصد نہیں بلکہ آخرت بنانے کا ذریعہ ہیں اس لئے آیندہ آخرت بنانے میں غفلت نہیں کروں گا۔ اسے

مشارطہ کہتے ہیں۔

② دن میں وقفہ وقفہ سے اس استحضار کو تازہ کریں یعنی دن بھر صبح والے مشارطہ کی نگرانی کریں۔ اسے مراقبہ کہتے ہیں، اس کے لئے اندھیرا کر کے سر جھکا کر بیٹھنا ضروری نہیں بلکہ جو بھی کام کر رہے ہوں اس کے دوران ہی بس ذرا ذہن کو اس طرف متوجہ کرلیں۔

③ رات کو سونے سے پہلے سوچیں کہ صبح جو مشارطہ کیا تھا اس کا کیا بنا، پورا ہوا تو شکر ادا کریں سات بار الحمد للہ کہیں اور اگر کمی ہوئی ہو تو استغفار کریں اسے محاسبہ کہتے ہیں۔

۷۶ انسان کی رہائش کے چار مقامات:

انسان کی رہائش کے چار مقامات ہیں:

① ماں کا پیٹ ② دنیا ③ قبر ④ حشر (جنت یا جہنم)

اول مقام پر راحت حاصل کرنا انسان کے اختیار میں نہیں۔ دوسرے مقام پر کسی حد تک راحت حاصل کرنا انسان کے اختیار میں ہے وہ ایسے کہ گناہ چھوڑ دے تو دنیا میں راحت ملے گی کسی حد تک اس لئے کہا کہ ہو سکتا ہے بظاہر دیکھنے میں تارک گناہ کسی پریشانی میں نظر آئے لیکن اس پریشانی میں بھی اس کے دل میں سرور ہوگا، اس کا دل پریشان نہیں ہوگا اسے طبعی پریشانی کہتے ہیں، اس دنیا میں مکمل راحت بندہ کے اختیار میں نہیں، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں:

﴿لقد خلقنا الانسان فی کبد﴾ (۹۰ - ۴)

تیسرے اور چوتھے مقام پر راحت حاصل کرنا انسان کے اختیار میں ہے۔ جو بھی ایمان لے آئے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے تو اسے دنیا میں بھی ایک حد تک راحت ملے گی اور پھر راحت خالصہ موت کے بعد قبر

میں اور حشر میں حاصل ہوگی۔

شوقِ وطن اور شوقِ موت یوں پیدا کریں کہ جن مقامات میں راحت آپ کے اختیار میں نہیں ان میں سے ایک تو گذر چکا دوسرا گذرتا جارہا ہے تو جن مقامات میں راحت حاصل کرنا اختیاری ہے ان کے لئے خوب خوب کوشش کریں۔ گناہوں کا سب سے پہلا حملہ انسان کی عقل پر ہوتا ہے، اس سے بڑی حماقت اور کیا ہوگی کہ انسان جانتا ہے دنیا فانی ہے یہاں کی راحت غیر اختیاری اور اس کا حصول غیر یقینی ہے پھر بھی دنیا سے دل لگائے بیٹھا ہے اور جس کی راحت اختیاری اور یقینی ہے اسے حاصل کرنے کی کوشش سے بے پروا ہے۔

(۷۷) وظائف اور تعویذ کی حقیقت:

دنیوی مقاصد کے لئے وظائف اور تعویذ کی حقیقت دعاء سے زیادہ کچھ نہیں۔ جب تک گناہ نہیں چھوڑتے اس وقت تک دل کو سکون نہیں ملے گا اگر ان وظیفوں اور تعویذوں سے کوئی پریشانی دور ہو بھی گئی تو اس سے بڑی کوئی پریشانی سامنے آجائے گی یہ قرآن میں اللہ کا فیصلہ ہے کہ میں اپنے نافرمان کو کبھی بھی سکون سے نہیں رہنے دوں گا:

﴿ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا ونحشره یوم القیامة اعمی ○ قال رب لم حشرتنی اعمی وقد کنت بصیرا ○ قال کذلک اتتک ایتنا فنسیتها وکذلک الیوم تنسی ○ وکذلک نجزی من اسرف ولم یؤمن بایت ربه ولعذاب الاخرة اشد وابقی ○﴾

(۲۰: ۱۲۴-۱۲۷)

”اور جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کرے گا اس کے

لئے تنگی کا جینا ہوگا، اور قیامت کے روز ہم اس کو اندھا کرکے
اٹھائیں گے وہ کہے گا کہ اے میرے رب! آپ نے مجھ کو
اندھا کرکے کیوں اٹھایا؟ میں تو آنکھوں والا تھا، ارشاد ہوگا کہ
ایسے ہی تیرے پاس ہمارے احکام پہنچے تھے پھر تو نے ان کا کچھ
خیال نہ کیا، اور ایسے آج تیرا کچھ خیال نہ کیا جائے گا، اور اسی
طرح اس شخص کو ہم سزا دیں گے جو حد سے گذر جائے، اور
اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لائے، اور واقعی آخرت کا
عذاب ہے بڑا سخت اور بڑا دیرپا۔"

(۷۸) جہاد کا پیغام امت مسلمہ کے نام:

﴿وقتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله﴾
(۸۔۳۹)

"اور ان سے قتال کرو حتی کہ فتنہ باقی نہ رہے اور پورا دین اللہ
کا ہو جائے۔"

﴿من مات ولم يغز ولم يحدث به نفسه مات على شعبة
من نفاق﴾ (مسلم)

"جو شخص ایسی حالت میں مرا کہ اس نے نہ کبھی جہاد کیا اور نہ
ہی اس بارے میں کبھی کچھ سوچا وہ نفاق کے شعبہ پر مرا۔"

من این علم و فراست بایک کاہی نمی گیرم
کہ از تیغ و سپر بیگانہ سازد مرد غازی را
بغیر نرخ این کالا بگیری سود مند افتد
بضرب مؤمن دیوانہ دہ ادراک رازی را

"جو علم و فراست مرد غازی کو تیغ و سپر سے بیگانہ کر دے، میرے نزدیک اس کی قیمت گھاس کی خشک پتی جتنی بھی نہیں۔ پوری دنیا کی دولت لٹا کر اس خزانے کو حاصل کر لے تو بھی سودا سستا ہے، مؤمن دیوانہ کی ضرب سے ان مولویوں کو بھی سبق پڑھا دو جو بزعم خود امام رازی بنے بیٹھے ہیں۔"

۷۹ ڈاڑھی سے محبت:

میں ڈاڑھی سنوارنے کو بہت اہمیت دیتا ہوں کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور فرشتوں کو بہت پیاری ہے اسی وجہ سے میں اپنی ڈاڑھی کو چومتا بھی ہوں۔ جب اللہ کو یہ صورت پسند ہے تو اس کا اہتمام کیا کریں ڈاڑھی کو سنوارا کریں۔ یہ سوچیں کہ ڈاڑھی مونڈنے والے کتنا اہتمام کرتے ہیں کہ گدھے کی دم جیسی شے کو ایک پیالی میں گھماتے ہیں پھر اس دم کو منہ پر پھیرتے ہیں اور پھر شیشہ میں دیکھ کر دونوں گالوں اور ٹھوڑی کی جانبوں میں ہاتھ پھیر کر بہت خوش ہوتے ہیں کہ اب مکمل عورت بن گئے۔

اللہ کا شکر ادا کیا کریں کہ اس نے مردانہ شکل عطاء فرمائی اور اس سے محبت عطاء فرمائی، اسلام کی دولت عطاء فرمائی اور اسلام کے طور طریقوں سے محبت عطاء فرمائی۔

۸۰ ڈاڑھی کی مقدار:

ایک بار مسجد حرام میں ایک شخص کو دیکھا اس کی ڈاڑھی ناف سے بھی نیچے تھی وہ اسے گود میں رکھ کر بیٹھا ہوا تھا میں نے سمجھا کہ کوئی کپڑا رکھا ہے۔ ایسا ہی دوسرا قصہ کسی نے بتایا کہ کسی مسجد کے وضو خانے پر ایک شخص اپنی ڈاڑھی دھو رہا تھا

جب اس نے اسے نچوڑا تو بازو کی پوری لمبائی تک اسے لے گیا، اتنی لمبی ڈاڑھی رکھنا صحیح نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے کہ ایک مٹھی سے زائد کو کاٹ دیا کرتے تھے۔ ایک مٹھی سے کم کرنا بالاتفاق حرام ہے۔

(۸۱) ایک مشت ڈاڑھی رکھنا فرض ہے:

ڈاڑھی کو سنت کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ سنت کا مطلب لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر اس پر عمل کرلیا تو ثواب ہے اور چھوڑنے پر گناہ نہیں۔ ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب ہے لیکن میں اسے فرض اس لئے کہتا ہوں کہ عوام واجب کا درجہ فرض سے کم سمجھتے ہیں حالانکہ عملی لحاظ سے یہ دونوں برابر ہیں واجب کو چھوڑنے کا گناہ بھی اتنا ہی ہے جتنا فرض کو چھوڑنے کا ہے، اس لئے عمل کے لحاظ سے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا فرض ہے اس سے کم کرنا یا منڈانا حرام ہے اور کھلم کھلا حرام کام کرنا علانیہ بغاوت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿کل امتی معافی الا المجاھرین﴾ (متفق علیہ)

میری ساری امت قابل عفو ہے، اللہ تعالیٰ کی شان سے بعید نہیں کہ وہ بڑے سے بڑا گناہ معاف فرمادیں لیکن علانیہ گناہ کرنے والوں کو معافی نہیں ملے گی کیونکہ یہ اللہ کے باغی ہیں۔

(۸۲) اللہ سے اللہ کو مانگنے والے کم ہیں:

ایسے لوگ بہت کم ہیں جو اللہ سے اللہ کو مانگیں یعنی اللہ کی محبت و تعلق۔

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے
میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا

ہے جنت کی نعمت تو سب میرے سر پہ
میسر ہو اے کاش دیدار تیرا

سلطان محمود کے دوسرے وزراء کو ایاز پر حسد تھا، ایک بار سلطان نے ان وزراء پر ایاز کا مقام ظاہر کرنے کے لئے تمام وزراء کی دعوت کی پھر سب سے کہا کہ آج میں نے تمہارے لئے شاہی خزانے کھول دیئے جو وزیر بھی جتنا لینا چاہے لے جائے، سب وزراء جلدی جلدی اٹھے اور خزانے اٹھانے شروع کردیئے لیکن ایاز خاموش بیٹھے بادشاہ کا منہ تکتے رہے، بادشاہ نے کہا کہ ایاز! آپ بھی انھیں کچھ لے لیں تو انہوں نے اٹھ کر بادشاہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھ دیئے اور کہا کہ مجھے تو یہ چاہئے۔
دوسرے وزراء نے جو عمل کیا اس میں کتنی مشقتیں ہیں:

1. انتخاب کی مشقت اور محنت۔
2. انتخاب پر صرف وقت۔
3. اٹھا کر لے جانے کی مشقت۔
4. حفاظت کی فکر۔
5. ختم ہو جانے کا خوف۔

اس کے برعکس ایاز کی فراست نے انہیں پانچوں مشقتوں سے آزاد کردیا کہ جب بادشاہ ہی اپنا ہے تو کسی چیز کی فکر نہیں۔ ایسا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہو جائے، اللہ کی محبت، اس پر توکل اور اس کی رضا مل جائے تو سب کچھ مل گیا۔

اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری
جو تو میرا تو سب فلک میرا زمیں میری

(۸۳) حاضر غائب تک دین کی بات پہنچائے:

انسانوں کی دو قسمیں ہیں:

❶ الغائب کالحاضر: مجلس میں تو موجود نہیں ہوتے مگر شوق اور فکر اتنی کہ حاضرین سے پوچھ لیتے ہیں حتیٰ کہ تصدیق بھی کر لیتے ہیں کہ اس شخص نے جو بات بتائی ہے وہ ٹھیک بھی ہے یا نہیں یعنی بالواسطہ سن کر بلاواسطہ اس کی تصدیق کر لیتے ہیں۔

❷ الحاضر کالغائب: یعنی مجلس میں تو موجود مگر ذہن اور فکر و توجہ کہیں اور ہے۔

جب کوئی مجھے اپنے بارے میں یہ بتاتا ہے کہ وہ مجلس میں حاضر نہیں ہو سکے مگر کسی سے بیان معلوم کر لیا تو اس شخص کی فکر اور توجہ سے مجھے خوشی ہوتی ہے، ایسا ہونا بھی چاہیے، گھر کا جو فرد بیان سننے آئے وہ از خود اہل خانہ کو بیان میں سنی ہوئی باتیں بتایا کرے اور گھر کے لوگ اس سے اہتمام و شوق سے پوچھنے کی کوشش کیا کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿لیبلغ الشاهد الغائب﴾ (بخاری)

"حاضر غائب کو پہنچائے۔"

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں دو بھائی تھے، ان کا معمول یہ تھا کہ وہ کھیتی بھی کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دل کی کھیتی کرتے یعنی علم دین بھی سیکھتے تھے۔ انہوں نے باری بنا رکھی تھی کہ ایک دن ایک کام کرے دوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو اور وہاں جو دین کی باتیں سنے وہ آکر بھائی کو بتائے، اگلے دن دوسرے کی باری ہوتی۔ اکثر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی معمول تھا۔

(۸۴) اسباب کی حقیقت پہچاننے کا نسخہ:

لوگ صرف اسباب کی کامیابی کو دیکھتے ہیں ناکامی کو نہیں دیکھتے حالانکہ اسباب کی ناکامی کے واقعات بھی کچھ کم نہیں بہت زیادہ ہیں بہت زیادہ۔ اگر کامیابی اور ناکامی دونوں پر نظر رہے تو اسباب کی حقیقت واضح ہو جائے کہ ان میں اثر رکھنا یا نہ رکھنا

سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، عام مسلمان اس حقیقت کو سمجھتے تو ہیں مگر دلوں میں راسخ نہیں، اس کا استحضار نہیں۔ یہ نسخہ جو میں نے بتایا ہے اس کو سوچتے رہنے سے یہ حقیقت دلوں میں اتر جائے گی، راسخ ہو جائے گی، مثال کے طور پر علاج اور کسب معاش وغیرہ میں کامیابی کو دیکھتے ہیں ناکامی کو نہیں دیکھتے۔

(۸۵) تلاوت قرآن کے دو طریقے:

سمندر سے انتفاع کے دو طریقے ہیں:

❶ سطح سمندر پر سیر و تفریح۔

❷ بذریعہ غوطہ زنی اخراج جواہر۔

اسی طرح قرآن مجید کی تلاوت کے دو طریقے ہیں:

❶ روانی اور تسلسل سے پڑھنا، یہ گویا سمندر کے اوپر کی سیر ہے۔

❷ قرآن مجید میں غور و فکر، تفکر و تدبر، یہ اخراج جواہر ہے، تلاوت میں دونوں طریقے اختیار کیا کریں۔

(۸۶) وصیت کا پیغام علماء امت کے نام:

دینی لحاظ سے کسی مشہور شخصیت کے انتقال کے موقع پر رنج و غم اور مناقب شائع کرنے کا دستور ہے، میں اس کی بجائے یہ وصیت کرتا ہوں:

❶ نسخہ صبر و سکون:

﴿ان للّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیء عندہ باجل مسمی﴾ (نسائی)

"بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ اس نے لے لیا اور اسی کا ہے جو کچھ اس نے دیا اور اللہ کے نزدیک ہر چیز کا وقت معین ہے۔"

❷ درس عبرت:

درد انگیزی کی بجائے ایسے سوانح سے عبرت حاصل کر کے اپنی حیات کے بقیہ لمحات کو غنیمت سمجھتے ہوئے اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اپنی مساعی اور جدو جہد کو تیز کردیں، باہمی اختلافات کو بھلا کر سب متحد ہو کر دنیا سے فسق و فجور، منکرات و بدعات کو مٹانے اور اللہ کی زمین پر اللہ کی حکومت قائم کرنے کے لئے جہاد میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔

میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے انتقال کے موقع پر اظہار رنج و غم اور رسمی تعزیت کی بجائے میرا یہی مضمون زیادہ سے زیادہ شائع کیا جائے۔

﴿۸۷﴾ باطن کا اثر ظاہر پر ہونا لازم ہے:

جس شخص کا باطن نیک ہو اس کا اثر ظاہر پر ہونا لازم ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہمارے ظاہر پر اسلام کا اثر نظر نہیں آتا تو کیا ہوا ہمارے دل میں تو ایمان کامل موجود ہے یہ نفس و شیطان کا دھوکہ ہے دل بن جائے اور ظاہر نہ بنے یہ ہو ہی نہیں سکتا اس کے برعکس جو حالت ہے وہ کلیہ نہیں یعنی کسی کا ظاہر اسلام کے مطابق دیکھ کر یہ یقین نہیں ہو سکتا کہ اس کا باطن بھی صحیح ہے۔ باطن کا اثر ظاہر پر ہونا لازم ہے مثال کے طور پر اگر زمین زرخیز ہوگی تو اس کے اوپر سبزہ ہونا ضروری ہے، اس کے برعکس زمین کے اوپر سبزہ نظر آرہا ہے تو یہ ضروری نہیں کہ زمین اندر سے بھی زرخیز ہو یہ فریب ہو سکتا ہے جس کی کئی صورتیں ہیں:

❶ زمین کے مالک نے کاغذ یا پلاسٹک کے بڑے بڑے پودے بنوا کر زمین میں گاڑ دیئے ہوں مصنوعی پودے تو آج کل ایسے آرہے ہیں کہ دیکھ کر بالکل پتا نہیں چلتا کہ واقعۃً اصلی ہیں یا مصنوعی۔

❷ اصل پودوں کو گملوں میں لگا کر زمین پر رکھ دیا یا انہیں زمین میں دفن کردیا۔

❸ زمین میں تھوڑی تھوڑی دور گڑھے کھود کر اس میں کسی بہتر زرخیز زمین کی مٹی لا کر ڈال دی اور اس میں پودے لگادیئے۔

❹ پوری زمین پر پانچ چھ انچ زرخیز مٹی ڈال دی اور اس میں کوئی فصل اگادی۔

زمین پر سبزہ دیکھ کر یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ زمین زرخیز ہے اسی لئے جاننے والے زمین کو دو تین ہاتھ کھودتے ہیں وہاں سے مٹی نکال کر اسے گملے میں ڈال کر کوئی چیز لگاتے ہیں پھر پتا چلتا ہے کہ زمین زرخیز ہے یا نہیں۔ میں زمینوں کا بھی اسپیشلسٹ ہوں اسپیشلسٹ، زمین اگر واقعۃً زرخیز ہے تو اس کا ظاہر اچھا ہونا ضروری ہے اگر ظاہر اچھا نہیں تو یہ یقینی دلیل ہے کہ اس کا باطن بھی اچھا نہیں، یہ ناممکن ہے کہ اوپر تو کچھ پیدا نہ ہو اور اندر سے زرخیز ہو البتہ ظاہر کا درست ہونا باطن کے درست ہونے کی دلیل نہیں، ہوسکتا ہے کہ ظاہر درست ہو اور باطن اس سے کہیں زیادہ خراب ہو، ظاہر درست ہوگیا ہو مگر معلوم نہیں دل کیسا ہے، دل میں مال کی محبت، جاہ کی محبت، عجب، کبر، حسد، ریاء وغیرہ کس حد تک ہیں۔ ایک عجیب دعاء ہے مانگا کریں:

﴿اللهم اجعل سريرتی خيرا من علانيتی واجعل علانيتی صالحة﴾ (الحزب الاعظم)

"یا اللہ! میرے باطن کو میرے ظاہر کی بنسبت زیادہ نیک بنادے اور میرے ظاہر کو نیک بنادے۔"

ظاہر صالح بن جائے اور باطن اس سے بھی زیادہ صالح بن جائے۔ ظاہر درست

ہونے پر مطمئن نہیں ہونا چاہئے بلکہ باطنی اصلاح کی طرف توجہ ہونی چاہئے اسی طریقے سے کسی دوسرے کا ظاہر درست دیکھ کر یہ نہ سمجھیں کہ یہ تو بہت بڑا ولی اللہ ہے اور سارا کچھ اس کے سپرد کر کے اس کے مرید بھی ہو گئے، ہو سکتا ہے جس کو ولی اللہ سمجھ رہے ہوں اس میں ایمان بھی نہ ہو، فاسق و فاجر ہونا تو رہی الگ بات یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کافر ہو کافر۔ ایک دو نہیں سینکڑوں ہزاروں ایسے واقعات موجود ہیں کہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے کافروں نے بزرگوں کی صورت اختیار کر لی بظاہر بہت بڑے ولی اللہ بہت مشہور بزرگ بعد میں معلوم ہوا کہ کافروں کا جاسوس تھا۔

غالباً حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قصہ ہے۔ انہیں کسی نے بتایا کہ ایک بہت بڑے بزرگ پیدل حج کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں اور ایسے عابد ہیں کہ ہر دس قدم پر دو نفل پڑھتے ہیں مولانا کو ان سے ملاقات کرنے کا خیال ہوا معلوم ہوا کہ فلاں جگہ پر ہیں، جب وہ وہاں پہنچے تو پتا چلا کہ وہاں سے آگے جا چکے ہیں۔ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے آگے بڑھنے لگے تو جہاں اس شخص نے نماز پڑھی تھی وہاں اس کے سجدہ کے نشان دیکھ کر فرمادیا کہ یہ بزرگ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اس کے ہاتھ کانوں کے برابر نہیں تھے۔ وہ بزرگ بھی اتنا بڑا بنا ہوا تھا کہ نماز مصلے پر نہیں زمین پر پڑھتا تھا، فرمایا کہ کیسا بزرگ ہے جو سجدہ ہی سنت کے مطابق نہیں کرتا۔ سجدہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سجدہ میں دونوں ہاتھ کانوں کے برابر رہیں جیسے تکبیرۂ تحریم کہتے وقت ہوتے ہیں۔ میں نے جب یہ سنا کہ ہر دس قدم پر دو رکعت نفل پڑھتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت یہ بات میرے دل میں ڈالی دی کہ یہ بزرگ نہیں ہو سکتا، بزرگ ایسی حرکتیں نہیں کیا کرتے یہ تو کوئی دغا بازی کر سکتا ہے بعد میں خیال آیا کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے بزرگ تھے اللہ تعالیٰ نے جیسے میرے دل میں یہ بات ڈال دی یقیناً ان کے دل میں بھی ڈالی ہو گی وہ پہلے ہی سمجھ

گئے ہوں گے کہ یہ بزرگ نہیں ہو سکتا مگر اور زیادہ تصدیق کے لئے یا لوگوں کی ہدایت کے لئے سوچا ہوگا کہ اس کے پاس جانا چاہئے۔ بعد میں پتا چلا کہ وہ کافر تھا اور کفار کا جاسوس تھا۔ ایسے کافر بھی گذرے ہیں کہ سالوں مسلمانوں میں بہت بڑے مشہور خطیب رہے پتا ہی نہ چلا کہ یہ کافر ہیں لوگوں کو نمازیں پڑھاتے رہے، وعظ کرتے رہے اور تھے کافر۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ ظاہری صورت دیکھ کر یہ بھی پتا نہیں چل سکتا کہ مسلمان بھی ہے یا نہیں کہیں بھیڑیے نے بھیڑ کی کھال تو نہیں پہن رکھی، جیسے دیندار انجمن والے (اس کی تفصیل حضرت اقدس کے رسالہ "بھیڑ کی صورت میں بھیڑیا" میں دیکھیں۔ جامع) مختصراً یہ کہ اگر کسی کا ظاہر درست ہو تو یہ نہ سمجھ لیں کہ یہ یقیناً کوئی ولی اللہ ہے، وہ فاسق، فاجر بلکہ کافر بھی ہو سکتا ہے، ظاہر سے دھوکہ نہ کھائیں ہاں البتہ یہ یقینی بات ہے کہ اگر کسی کا ظاہر درست نہیں اور وہ یہ کہے کہ اس کا باطن اچھا ہے تو وہ جھوٹ بولتا ہے، جس کا باطن درست ہوتا ہے اس کا ظاہر درست ہونا لازم ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ باطن کا اثر ظاہر پر نہ ہو۔

﴿۸۸﴾ اللہ کا فضل اور نعمت:

﴿ولکن اللّٰہ حبب الیکم الایمان و زینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفرو الفسوق و العصیان اولئک ھم الرشدون ۝ فضلا من اللّٰہ و نعمۃ واللّٰہ علیم حکیم ۝﴾ (۴۹ - ۷، ۸)

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ایمان اور اعمال صالحہ کو تمہارے دلوں میں محبوب بنادیا ہے، دل میں ان کی رغبت اور حلاوت پیدا ہوگئی ہے، نیک کام کرتے ہوئے مزا آتا ہے اور نہ کرنے سے دل پریشان ہوتا ہے؛

﴿وزینه فی قلوبکم﴾

ایمان اور ایمان سے متعلقہ اعمال کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں کی زینت بنادیا ہے قرآن مجید میں تو لفظ "ایمان" ہے لیکن میں ساتھ ساتھ "اعمال صالحہ" بھی کہہ رہا ہوں کہ دل میں ایمان اور اعمال صالحہ کو مزین کردیا یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ایمان وہی قبول ہوتا ہے جس کے ساتھ اعمال صالحہ بھی ہوں اگر اعمال صالحہ نہیں تو ایمان اس قابل نہیں کہ اسے ایمان کہا جائے چہ جائیکہ وہ محبوب بھی ہو اور دل کی زینت بھی بنے وہ ایمان تو بالکل ہی ناکارہ ہے۔ دوسری دلیل خود قرآن مجید میں موجود ہے وہ یہ کہ اس جملے سے آگے فرمایا:

﴿وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان﴾

اللہ نے تمہارے دلوں میں کفر، فسق اور نافرمانی سے نفرت پیدا فرمادی، یہاں صرف یہ نہیں فرمایا کہ کفر سے نفرت بلکہ فرمایا کفر سے بھی نفرت اور برے اعمال سے بھی نفرت۔ تو معلوم ہوا کہ جو مرغوب اور محبوب چیزیں ہیں وہ بھی ان کے مقابلہ میں آگئیں جسے ایمان مرغوب ہے اسے اعمال صالحہ بھی مرغوب ہیں اور کفر سے نفرت ہے تو برے اعمال سے بھی نفرت ہے:

﴿اولئک هم الرشدون﴾

صرف یہی لوگ ہیں جو نیک ہیں" اولئک هم الرشدون کے یہ معنی نہیں کہ یہ نیک ہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ صرف یہی نیک ہیں جن کی حالت یہ ہو کہ نیک اعمال کی دلوں میں رغبت، شوق، حلاوت، لذت اور برے اعمال سے دلوں میں نفرت ہو۔ یہاں دوسری آیات اور احادیث کے تحت تھوڑی سی وضاحت ہوتی ہے وہ یہ کہ یہاں نیک لوگ انہیں فرمایا جن کے دلوں میں برائیوں سے نفرت پیدا ہوجائے اس سے کامل نیک مراد ہیں، جب انسان کامل نیک بن جاتا ہے تو اس کے قلب میں برائیوں سے نفرت پیدا ہوجاتی ہے جہنم سے بچنے کے لئے اتنی نیکی

ضروری نہیں جہنم سے بچانے والی نیکی کیا ہے کہ اگرچہ دل میں برائی کی رغبت رہے مگر اس سے بچتا رہے اس برائی کا ارتکاب نہ کرے تو جہنم سے بچ جائے گا۔ بد نظری کو دل چاہتا ہے مگر اللہ کے خوف سے نظر کو جھکا دیتا ہے تو جہنم سے بچ گیا، غیبت کرنے سننے کو، جھوٹ بولنے کو دل چاہتا ہے مگر اللہ کے خوف سے نہیں کرتا جہنم سے بچ گیا، حرام خوری کو دل تو چاہتا ہے مگر اللہ کے خوف سے نہیں کرتا جہنم سے بچ گیا۔ سو ایک نیکی ہے جہنم سے بچانے والی کہ دل میں گناہوں کی رغبت ہوتے ہوئے بھی گناہ نہیں کرتا گناہوں سے بچتا ہے مگر کامل نیک کب بنتا ہے جبکہ دل سے برائیوں کی رغبت ہی نکل جائے بلکہ نفرت پیدا ہو جائے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت سے ایسے کاملین میں داخل فرمالیں۔ اللہ تعالیٰ کا کرم دیکھئے قدم قدم پر دستگیری فرماتے ہیں آیت کے شروع میں فرمایا:

﴿ولکن اللہ حبب﴾

یعنی تمہارے دلوں میں جو ایمان اور اعمال صالحہ کی محبت اور حلاوت ہے اور برائیوں سے نفرت ہے یہ تم نے خود نہیں کرلیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ اس کے باوجود ہو سکتا تھا کہ نفس و شیطان پھر دھوکہ دیں کہ ارے! ہم تو ایسے بزرگ بن گئے، اتنے بلند مقام پر پہنچ گئے کہ قلب میں برائیوں سے نفرت پیدا ہو گئی۔ کہیں اپنے کمال پر نظر نہ چلی جائے تو آگے دوبارہ تنبیہ فرماتے ہیں:

﴿فضلا من اللہ و نعمة﴾

خبردار! یہ اللہ کا فضل ہے اللہ کی طرف سے نعمت ہے اگر اللہ کا فضل اور دستگیری نہ ہوتی تو تم کچھ بھی نہ کر پاتے، آیت کے شروع میں بھی یہی فرمایا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے پھر دوبارہ بھی تنبیہ فرما دی کہ یہ محض ہمارا فضل و کرم ہے اللہ کو اپنے بندوں سے بہت محبت ہے بہت محبت، وہ اپنے بندوں کو تباہی سے بچانا چاہتے ہیں کہ کہیں اپنے نفس پر نظر نہ چلی جائے ورنہ وہی صورت ہو جائے گی کہ ظاہر ولی

اللہ اور باطن ولی الشیطان اپنے کمال پر نظر گئی تو پھر وہی حشر ہوگا جو شیطان مردود کا ہوا، ہمیشہ اللہ کی رحمت پر نظر رہنی چاہیے۔

(۸۹) جواز ملاقات کا معیار:

ارشاد:

"کہیں جانے یا کسی سے ملاقات کرنے سے پہلے خوب سوچ لیا کریں کہ کسی قسم کے استفادہ یا افادہ کا کوئی موقع ہے یا نہیں؟ اگر کوئی ایسی توقع ہو تو جائیں ورنہ بے سود وقت ضائع نہ کریں، وقت کی قدر کریں اور اس کی قیمت پہچانیں۔"

(۹۰) صحبت ناجنس:

حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ناجنس سے صحبت کے بارے میں نہایت قیمتی اصول ارشاد فرمایا ہے:

انسان میں تاثیر اور تاثر کا مادہ بالطبع رکھا ہوا ہے، جو غالب ہوتا ہے وہ مؤثر اور جو مغلوب ہوتا ہے وہ متاثر ہو جاتا ہے، اپنے مذاق کے خلاف والے سے صحبت ہونے میں تین صورتیں ہو سکتی ہیں، وہ غالب ہوگا یا مغلوب یا دونوں برابر، جب وہ مغلوب ہو تب تو اس کی صحبت سے کچھ بھی حرج نہیں، اور اگر وہ غالب ہو تو کسی طرح درست نہیں اور اگر دونوں برابر ہوں تو بہتر اجتناب ہے، غالبیت اور مغلوبیت کے اسباب بے شمار ہیں ان کا احصاء نہیں ہو سکتا۔ علامت یہ ہے کہ جو دوسرے کے سامنے اپنے عادات و معمولات دنیوی یا دینی میں محجوب ہوتا ہے اور بے دھڑک پورے نہیں کر سکتا تو مغلوب ہے اور جو پورے کر سکتا ہو وہ غالب ہے (مجالس الحکمۃ صفحہ ۳۹)۔"

(ایک مجلس میں حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے یہ ملفوظ پڑھ کر سنایا پھر حضرت اقدس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"آپ ماشاء اللہ غالب ہیں۔" جامع)

۹۱ گذشتہ گناہوں پر پریشان رہنا مضر ہے:

گذشتہ خطاؤں کو سوچ سوچ کر متفکر رہنا صحیح نہیں بس ایک بار صدق دل سے توبہ کرکے آگے کام میں لگ جائیں۔

روزہا گر رفت گو رو باک نیست
تو بمان اے آنکہ چون تو پاک نیست

"اگر زمانہ غفلت میں گذر گیا تو اسے کہو جا، تو باقی رہ اے عشق اکہ تجھ جیسا کوئی پاک نہیں۔"

گذشتہ حالات پر غمگین رہنے میں یہ نقصان ہیں:

❶ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی ہے جو بہت خطرناک حالت ہے:

اس بارے میں اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کو سوچا کریں:

﴿ولا تایئسوا من روح اللّٰہ انہ لا ییئس من روح اللّٰہ الا القوم الکفرون۝﴾ (۱۲ - ۸۷)

"اور اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو بے شک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔"

﴿قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ ان اللّٰہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو الغفور الرحیم۝﴾ (۳۹ - ۵۳)

"آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے (کفر و شرک کرکے) اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم اللہ کی رحمت سے نا امید مت ہو بالیقین اللہ تعالیٰ تمام (گزشتہ) گناہوں کو معاف فرمادے گا واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت والا ہے۔"

﴿و اذا جاء ک الذین یؤمنون بأیٰتنا فقل سلٰم علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ انہ من عمل منکم سوء ا بجہالۃ ثم تاب من بعدہ و اصلح فانہ غفور رحیم ○﴾ (۶-۵۴)

"اور یہ لوگ جب آپ کے پاس آئیں جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو یوں کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہے، تمہارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کرلیا ہے کہ جو شخص تم میں سے کوئی برا کام کر بیٹھے جہالت سے پھر وہ اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح رکھے تو اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے توبہ کرنے والے اپنے بندوں کو کیسے پیارے الفاظ اور کیسے محبت بھرے انداز سے تسلی دی ہے، قربان جایئے ان کی رحمت کے، پھر اس پر بھی تنبیہ فرمارہے ہیں کہ وہ کن لوگوں کے لئے غفور رحیم ہیں وہ لوگ جنہوں نے معصیت سے اللہ کی نافرمانیوں سے توبہ کرلی اور آئندہ کے لئے اپنے اعمال کی اصلاح بھی کرلی تو ایسے لوگوں کے لئے سلامتی ہے اور مغفرت اور رحمت ہے اب وہ غمگین نہ ہوں گذشتہ اعمال پر آنسو نہ بہاتے رہیں بلکہ اب جتنی بھی مدت عمل باقی ہے اس میں خوب خوب نیکی کے کام کریں اللہ کی اطاعت کریں۔ یہاں یہ بات بھی سمجھ لیں کہ توبہ کا مطلب یہ نہیں کہ زبان سے توبہ توبہ

کرتا رہے یا تسبیح پر استغفراللہ پڑھتا رہے اور نافرمانیاں کرتا رہے اور اس زعم میں رہے کہ میں تو بہت استغفار کرتا ہوں۔ اللہ کے ہاں جو توبہ قبول ہے اس کی شرط آئندہ کے لئے اصلاح اعمال ہے یعنی برے اعمال کو ترک کرکے اللہ کی اطاعت اختیار کرے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ کسی کے پاس سانپ آگیا اب وہ بہت زور زور سے شور کرتا ہے کہ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے بہت ڈر لگ رہا ہے لیکن نہ تو سانپ کو مارتا ہے نہ وہاں سے دور بھاگتا ہے بلکہ وہیں بیٹھے بیٹھے شور کررہا ہے جب کہ اسے سانپ کو مار دینے پر قدرت ہے اور وہاں سے ہٹ جانے پر بھی قدرت ہے، ایسے شخص کے بارے میں ہر شخص یہی کہے گا کہ یہ جھوٹا ہے اگر واقعۃً ڈر رہا ہے تو اس سے بچنے کی کوشش کیوں نہیں کرتا۔ اسی طرح جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں نے توبہ کرلی مگر بدعملی ترک کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو یہ جھوٹا ہے اور اس کی توبہ مردود ہے۔

❷ اللہ اور بندہ کے درمیان حجاب پیدا ہوجاتا ہے۔
❸ صحت جسمانیہ کو نقصان پہنچتا ہے۔
❹ دینی و دنیوی کاموں میں نقصان واقع ہوتا ہے۔

⑨۴ رات کو سونے سے قبل کی دعائیں:

میرا رات کو سونے سے قبل دوسری دعاؤں کے علاوہ یہ تین دعائیں بھی پڑھنے کا معمول ہے:

❶ ﴿اللهم اجعلني من الذين بشرتهم على لسان نبيك محمد صلى الله عليه وسلم بقوله ليذكرن الله اقوام في الدنيا على الفرش الممهدة يدخلهم الدرجات العلى﴾ (صحیح ابن حبان)

"یا اللہ! مجھے اپنے ان مقبول بندوں کی فہرست میں داخل فرمالے جنہیں تو نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے ذریعہ یہ بشارت دی ہے کہ کچھ لوگ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ تعالیٰ کو یاد کریں گے، اس کی بدولت اللہ تعالیٰ انہیں جنت کے بلند درجات میں داخل فرمائیں گے۔"

۲ ﴿اللهم اجعلني من الذين بشرتهم على لسان نبيك محمد صلى الله عليه وسلم بقوله نوم العالم عبادة ونفسه تسبيح﴾ (کشف الخفاء)

"یا اللہ! مجھے ان علماء کی فہرست میں داخل فرمالے جنہیں تو نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے ذریعہ یہ بشارت دی ہے کہ عالم کا سونا عبادت ہے اور اس کا سانس لینا تسبیح۔"

اس روایت کی سند اور بعض الفاظ میں کچھ کلام ہے، لیکن مضمون بہرحال صحیح ہے۔

۳ صحیح بخاری میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد منقول ہے:

﴿احتسب نومتي كما احتسب قومتي﴾

"میں سونے کو بھی ثواب سمجھتا ہوں جیسا کہ نوافل پڑھنے کو ثواب سمجھتا ہوں۔"

۹۳ عاشقِ دنیا بہرحال عذاب میں گرفتار:

ایک شعر ہے ۔

"یا اللہ! مجھے اپنے ان مقبول بندوں کی فہرست میں داخل فرمالے جنہیں تو نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے ذریعہ بشارت دی ہے کہ کچھ لوگ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ تعالیٰ کو یاد کریں گے، اس کی بدولت اللہ تعالیٰ انہیں جنت کے بلند درجات میں داخل فرمائیں گے۔"

❷ ﴿اللهم اجعلني من الذين بشرتهم على لسان نبيك محمد صلى الله عليه وسلم بقوله نوم العالم عبادة ونفسه تسبيح﴾ (كشف الخفاء)

"یا اللہ! مجھے ان علماء کی فہرست میں داخل فرمالے جنہیں تو نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے ذریعہ بشارت دی ہے کہ عالم کا سونا عبادت ہے اور اس کا سانس لینا تسبیح۔"

اس روایت کی سند اور بعض الفاظ میں کچھ کلام ہے، لیکن مضمون بہرحال صحیح ہے۔

❸ صحیح بخاری میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد منقول ہے:

﴿احتسب نومتي كما احتسب قومتي﴾

"میں سونے کو بھی ثواب سمجھتا ہوں جیسا کہ نوافل پڑھنے کو ثواب سمجھتا ہوں۔"

⓽⓷ عاشق دنیا بہرحال عذاب میں گرفتار:

ایک شعر ہے۔

عمر بھر میں دو ہی گھڑیاں مجھ پہ گذری ہیں کٹھن
اک ترے آنے سے پہلے اک ترے جانے کے بعد

شاعر کا یہ خیال بالکل غلط ہے شریعت، عقل، مشاہدات اور تجربات کے سراسر خلاف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کا بندہ ہر حال میں پرسکون رہتا ہے اور اللہ کے نافرمان کو کسی حال میں بھی سکون نہیں ملتا اس کی ہر گھڑی دوسری سے زیادہ کٹھن ہوتی ہے اس لئے میں اس میں ترمیم کر کے شعر یوں پڑھتا ہوں ۔

عمر بھر میں تین گھڑیاں مجھ پہ گذری ہیں کٹھن
اک ترے آنے سے پہلے اک ترے آنے کے بعد اک ترے جانے کے بعد

کسی نے کہا دوسرا مصراع لمبا ہو گیا، میں نے کہا کوئی بات نہیں لمبا ہی تو ہوا ہے چھوٹا تو نہیں ہوا، پھر اس نے برابر کرنے کے لئے کوئی ترمیم پیش کی میں نے کہا رہنے دیجئے یہ ایسے ہی اچھا ہے۔

اللہ کے نافرمان کے پاس دنیا کی نعمتیں کتنی ہی آجائیں بلکہ پوری دنیا بھی سمٹ کر آجائے تو وہ پھر بھی پریشان ہی ہوگا بلکہ دنیوی مال و دولت اس کے لئے مزید پریشانی کا باعث ہوگا ۔

ومن یحمد الدنیا لعیش یسرہ
فسوف لعمری عن قریب یلومھا
اذا ادبرت کانت علی المرء حسرۃ
واذ اقبلت کانت کثیرا ھمومھا

”جو شخص عیش و عشرت کے لئے دنیا کی تعریف کرتا ہے وہ یقیناً عنقریب ہی تجربہ کے بعد اس کو ملامت کرے گا، دنیوی لذتیں نہ ہوں تو حسرت اور پریشانی اور مل جائیں تو تفکرات اور پریشانی۔“

(۹۴) حقیقی جوانی:

ایک قاعدہ ہے کہ محال چیز کی تمنا تو صحیح ہے لیکن اس کی امید رکھنا صحیح نہیں۔
عربی میں اس کی مثال یوں دیتے ہیں:

﴿لیت الشباب یعود﴾

"کاش جوانی لوٹ آئے۔"

یہ کہنا اس لئے صحیح ہے کہ یہ تمنا ہے اور:

﴿لعل الشباب یعود﴾

"شاید کہ جوانی لوٹ آئے۔"

کہتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں اس لئے کہ یہ محال ہے اور محال کی امید رکھنا صحیح نہیں۔ لیکن اللہ کے جن بندوں کی نظر حیات اخرویہ پر ہوتی ہے وہ کہتے ہیں:

﴿ان الشباب سیعود﴾

"یقیناً جوانی بہت جلد لوٹ آئے گی۔"

ان کی نظر دنیا کے بڑھاپے اور جوانی پر نہیں بلکہ آخرت کی جوانی پر ہوتی ہے۔
ایک شعر عام مشہور ہے ۔

جو جا کے نہ آئے وہ جوانی دیکھی
جو آ کے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا

میں اس شعر کو یوں پڑھتا ہوں ۔

جو آ کے نہ جائے وہ جوانی دیکھی
جو جا کے نہ آئے وہ بڑھاپا دیکھا

(۹۵) عورتوں کا گھر سے باہر نکلنا:

آج کل یہ وباء عام ہو گئی ہے کہ عورتیں تفریح کے لئے یا چہل قدمی کے لئے گھروں سے باہر جاتی ہیں۔ اس میں یہ فسادات ہیں:

(۱) عورت کو بلا ضرورت برقع اوڑھ کر بھی گھر سے نکلنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں:

﴿وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولی﴾ (۳۳۔ ۳۳)

"اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانۂ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو۔"

﴿واذا سالتمو هن متاعا فسئلو هن من وراء حجاب ذلکم اطهر لقلوبکم وقلوبهن﴾ (۳۳۔ ۵۳)

اس آیت سے ثابت ہوا کہ سوال جواب کی ضرورت کے وقت بھی عورت برقع میں لپٹ کر سامنے نہ جائے بلکہ وراء حجاب رہ کر ضرورت پوری کی جائے۔

(۲) عورت برقع وغیرہ میں لپٹ کر بھی باہر نکلے گی تو غیر محارم پر اس کی نظر پڑے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو ایک متقی نابینا صحابی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا۔

(۳) باہر نکلنے میں منکرات وفواحش، عریاں عورتوں اور تصاویر پر نظر پڑے گی جس کا قلب پر برا اثر پڑے گا۔

(۴) گانوں باجوں کی آوازیں کان میں پڑیں گی اور قلب پر اثر کریں گی۔

(۵) بے دین لوگوں کی مختلف قسم کی آوازیں کان میں پڑیں گی، جن سے قلب متاثر ہوگا۔

❻ اس زمانے میں غلبہ فساد کی وجہ سے گھر سے باہر ہر طرف فسق و فجور کا ماحول ہوتا ہے جس سے فضاء تک متاثر ہوتی ہے انسان کے قلب پر لازماً اس کا اثر ہوتا ہے۔

❼ اگر عورت پردہ میں بھی نکلے تو بھی فساق و فجار اس کی طرف غور سے دیکھتے ہیں اور ان کا میلان اس کی طرف ہوتا ہے جس کا سبب یہ عورت بنی اس لئے یہ بھی گناہ گار ہوئی اسی لئے قرآن و حدیث میں اشخاص کا پردہ بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔ یعنی بلاضرورت برقع یا چادر میں لپٹ کر بھی غیر محرم کے سامنے جانا جائز نہیں۔

مفاسد مذکورہ اگرچہ مردوں کے خروج میں بھی پائے جاتے ہیں مگر مرد اور عورت کے خروج میں دو وجہ سے فرق ہے:

❶ مرد کا خروج ضرورات دینیہ و دنیویہ کی وجہ سے ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتے ہیں اور عورت کا تفریح کے لئے نکلنا ضرورت میں داخل نہیں۔

❷ حفظ صحت کے لئے بھی مردوں کو باہر نکلنے کی ضرورت ہے عورتوں کو اس کی ضرورت نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف قسم کی مخلوق پیدا فرمائی ہے اس کی صحت کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کے ماحول میں وہ چیزیں پیدا فرمادی ہیں اور اس کے ماحول کو اس کے مطابق بنادیا ہے۔ پھر مختلف قسم کی مخلوق کے افراد میں بھی باہم تفاوت ہوتا ہے۔

ہر فرد کی جو طبیعت اللہ نے بنائی ہے اس کے ماحول کو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ساز گار بنادیا ہے، روز مرہ اس کا مشاہدہ اور تجربہ ہوتا رہتا ہے۔ جن علماء و مشائخ کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ بیٹھ کر دل جمعی سے کام کرنا مقدر فرمادیا ہے ان کی صحت اسی ماحول میں ٹھیک رہتی ہے باہر کہیں سفر پر جاتے ہیں تو بیمار ہو جاتے ہیں اور جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے باہر نکل کر دوسرے ممالک میں تبلیغ، اشاعت دین اور اصلاح عوام کا کام مقدر فرمادیا ہے ان کی صحت پے در پے سفر کرنے سے ہی ٹھیک رہتی ہے چند دن گھر میں رہتے ہیں تو بیمار ہو جاتے ہیں۔

عورتوں کو وقرن فی بیوتکن کا حکم ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے گھر کے اندر

کا ماحول ان کے لئے سازگار بنادیا ہے جس عورت کو صحت کے لئے گھر سے باہر نکلنے کی ضرورت محسوس ہو تو یہ اس کی دلیل ہے کہ کثرت معاصی سے اس کی فطرت تبدیل ہو گئی ہے یہ اس کے بے دین ہونے کی علامت ہے۔ دیندار عورتوں کی صحت گھر ہی میں ٹھیک رہتی ہے۔ ہاں صحت کے لوازم میں سے ورزش مسلمات میں سے ہے اور گھر کے کام کاج سے عورتوں کی ورزش ہوتی رہتی ہے۔ ورزش کا معیار یہ ہے:

① سانس تیز ہو جائے۔ ② پسینے آنے لگیں۔ ③ تھکاوٹ محسوس ہو۔

اگر عورت کو گھر میں کام نہیں ہے تو چکی پیسیں، عورتیں گھر کا کام تو کرتی نہیں ہیں اس کے لئے ملازمہ رکھتی ہیں اس لئے صحت کے لئے باہر نکلنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

۹۶ عورتوں کے لئے تعلیم کی حد:

آج کل لوگوں میں اپنی لڑکیوں کو مدارس البنات میں پڑھانے کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے، اسے بہت اہمیت دیتے ہیں لڑکیوں کو حافظات، عالمات بنانا چاہتے ہیں یہ رجحان صحیح نہیں۔ علم دین پورا حاصل کرنا مردوں پر تو فرض کفایہ ہے خواتین پر فرض نہیں۔ لڑکیوں کی دینی تعلیم کے لئے یہ چیزیں کافی ہیں:

❶ تجوید قرآن۔

❷ جن مسائل سے انہیں سابقہ پڑتا ہے ان کا سیکھنا۔ اس کے لئے کہیں مدارس دینیہ میں جانے کی بجائے گھر میں رہ کر ہی بہشتی زیور کا مطالعہ کریں کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو کسی محرم مرد کے ذریعہ کسی مستند عالم سے معلوم کروالیں۔

❸ ان کتب کا مطالعہ جن سے دل بنے، دل سے دنیا کی محبت ختم ہو جائے اور آخرت کی فکر پیدا ہو جائے اس مقصد کے لئے کسی بزرگ سے اصلاحی تعلق رکھنا

ضروری ہے۔

(۹۷) بے دین شوہر اور بیوی کی خباثت:

بے دین عورتیں شوہر کو ڈاڑھی اس لئے نہیں رکھنے دیتیں کہ ان پر مردانہ صورت کا رعب پڑے گا جبکہ وہ چاہتی ہیں کہ شوہر ان سے مرعوب رہے۔

اور بے دین شوہر بیوی کو پردہ اس لئے نہیں کرنے دیتا کہ یہ دیوث اپنی بیوی دوسروں کو نہیں دکھائے گا تو دوسرے اپنی بیویاں اسے نہیں دکھائیں گے۔

(۹۸) اگر مجھے حکومت مل جائے تو:

معاشرے میں بے دینی پھیلتی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں دیکھتا ہوں تو سوچتا رہتا ہوں کہ اگر مجھے کبھی اقتدار ملا تو اللہ کے دشمنوں کو، باغیوں کو، نافرمانوں کو کسی بہت وسیع کھلے میدان میں بہت بڑی توپ کے سامنے جمع کروں گا پھر تین دن تک بہت بڑے لاؤڈ اسپیکر پر اعلان کروں گا کہ سدھر جاؤ سدھر جاؤ میرے اللہ کی نافرمانیاں چھوڑ دو تمہیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں پھر وقتاً فوقتاً اعلان کرتا رہوں گا کہ اب دو دن رہ گئے، ایک دن رہ گیا، بارہ گھنٹے رہ گئے، چھ گھنٹے، تین گھنٹے، دو گھنٹے، ایک گھنٹہ، آدھا گھنٹہ، پندرہ منٹ، دس منٹ، پانچ منٹ، تین منٹ، دو منٹ، ایک منٹ پھر توپ کا دہانہ کھول دوں گا، اللہ کے سب دشمنوں کو اڑا دوں گا یہ توپ اتنی بڑی ہوگی کہ اس کا گولا ان کی لاشوں کو ایک میل تک اڑا کر لے جائے گا۔ یہ عمل ان لوگوں کے ساتھ کروں گا جو تین دن کی مہلت ملنے کے باوجود بھی توبہ نہیں کریں گے۔

میں اس قسم کے خیالات سوچتا رہتا ہوں۔ اسے شیخ چلی والی سوچ نہ سمجھیں جیسے وہ پچیس پیسے پر کسی کا گھی کا مٹکا اٹھا کر لے جارہا تھا اور ساتھ ساتھ یہ سوچتا جارہا تھا

کہ اس اجرت سے انڈے خریدوں گا، ان کی تجارت میں ترقی سے مرغی، اس سے بکری اور پھر گائے، بھینس، اونٹ گھوڑے وغیرہ۔ پھر شادی کروں گا، اس سے بچے پیدا ہوں گے وہ مجھ سے پیسے مانگیں گے تو ہاتھ کو جھٹک کر کہوں گا ہٹو پرے، یہ سوچتے ہوئے ہاتھ کو ایسا جھٹکا دیا کہ مٹکا گر کر ٹوٹ گیا۔ مالک نے کہا کہ اگر کہیں تو پھسل کر یا ٹھوکر کھا کر گرتا اور مٹکا ٹوٹ جاتا تو تو معذور تھا تو نے تو قصداً جھٹکے سے مٹکے کو گرا کر توڑا ہے، مٹکے اور گھی کی قیمت نکالو، شیخ چلی نے کہا کہ آپ کا تو ایک مٹکا ہی گیا جب کہ میرا تو سارا کنبہ ہی تباہ ہو گیا۔ میرے یہ شیخ چلی جیسے صرف خیالات ہی نہیں بلکہ پختہ ارادے اور عزائم مصمم ہیں ان میں اور شیخ چلی کے خیالات میں بہت فرق ہے:

❶ نیکی کے خیالات و عزائم پر ثواب ملتا ہے۔

❷ یہ عزائم دل میں لاتے رہنے سے ایسی لذت حاصل ہوتی ہے کہ کیا پوچھنا، اولیاء اللہ ایسی لذتوں کے جال میں گرفتار رہتے ہیں ۔

آن خیالاتے کہ دام اولیاست
عکس مہرویان بستان خداست

❸ اس طرح سوچنے سے گناہوں سے نفرت دل میں ترقی کرتی رہتی ہے جو بہت بڑی دولت ہے۔ اگر بالفرض ترقی نہ ہوئی تو قائم تو رہے گی، اگر گناہوں کے خلاف فکر و عزائم کو دل میں دھرانا ترک کر دیا جائے تو نفرت کم ہوتے ہوتے گناہوں کی خباثت کا خیال ہی دل سے نکلنے لگے گا حتی کہ گناہ کرنے میں بلکہ دیکھنے میں بھی لذت آنے لگے گی۔

❹ جو چیز فرض ہو اس کا عزم و فکر بھی فرض ہے ورنہ تو مؤاخذہ ہو گا اور گناہوں سے نفرت کرنا بلکہ گناہ کرنے والے کو روکنا فرض ہے جیسا کہ احادیث میں ہے:

❶ ﴿من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع

فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه و ذلک اضعف الایمان ﴾
(مسلم)

"تم میں سے جو کوئی کسی برائی کو دیکھے اس پر لازم ہے کہ اس برائی کو اپنے ہاتھ سے مٹائے۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے روکے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنے دل سے اس برائی کو مٹائے یعنی بوقت استطاعت مٹانے کا عزم رکھے، اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔"

گناہوں سے روکنے میں یہ ترتیب ہے کہ پہلے زبان سے سمجھانے کی کوشش کی جائے اگر باز نہ آئے تو ہاتھ سے روکا جائے اس حدیث میں استطاعت کی ترتیب کا ذکر ہے کہ جہاں ہاتھ سے روکنا فرض ہے اگر وہاں ہاتھ چلانے کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے روکے، زبان سے کچھ کہنے کی بھی استطاعت نہ ہو تو یہ عزم رکھے کہ جب بھی قدرت ہوئی اسے ضرور مٹاؤں گا۔ یہ بات مسلمان کی شان کے خلاف ہے کہ وہ کسی گناہ کو دیکھ کر صبر کرلے۔ اگر گناہ کے مٹانے میں ذرا سی بھی غفلت کی تو وہ اس حدیث کی رو سے مسلمان ہی نہیں۔ اگر ہاتھ یا زبان کے استعمال کرنے میں کسی ناقابل برداشت فتنہ کا اندیشہ ہو تو ہاتھ یا زبان کا استعمال کرنا جائز نہیں۔ لیکن اس کے باوجود اس بات کا خوب استحضار رکھنا کہ "اگر مجھے قدرت ہوتی تو میں اس گناہ کو مٹاکر چھوڑتا۔" اور یہ پختہ عزم رکھنا کہ "آئندہ جب بھی قدرت ہوئی اسے مٹاکر چھوڑوں گا" فرض ہے، فان لم یستطع فبقلبہ کا یہی مطلب ہے۔ حدیث کے اس جملے کا مطلب سمجھنے میں بہت سے اہل علم بھی غلط فہمی کا شکار ہیں۔ وہ اس حدیث کا یہی مطلب سمجھتے اور بیان کرتے رہتے ہیں کہ "دل میں برا سمجھتا رہے۔" دل میں برا سمجھنا تو بڑی آسان سی بات ہے۔ حدیث کے الفاظ میں غور کیا جائے کہ فبقلبہ کا تعلق فلیغیر کے ساتھ ہے یعنی اپنے دل کے ذریعہ مٹائے، اور دل

سے مٹانا اسی وقت پایا جائے گا جب اس بات کا عزم رکھے گا کہ "قدرت ملنے پر اس گناہ کو مٹا کر چھوڑوں گا۔

❷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿اوحی اللّٰہ عزوجل الی جبرئیل علیہ السلام ان اقلب مدینۃ کذا وکذا باھلھا فقال یارب ان فیھم عبدک فلانا لم یعصک طرفۃ عین قال فقال قلب علیہ و علیھم فان وجھہ لم یتمعر فی ساعۃ قط﴾

(بیہقی شعب الایمان)

"اللہ تعالیٰ عزوجل نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں فلاں شہر کو ان کے رہنے والوں پر الٹ دو، انہوں نے کہا کہ اے میرے رب! ان لوگوں میں تیرا ایک فلاں بندہ ایسا ہے جس نے پلک جھپکنے بھر بھی تیری نافرمانی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ اس پر بھی اور دوسرے لوگوں پر بھی اس شہر کو الٹ دو، اس لئے کہ لوگوں کے گناہ دیکھ کر میری خاطر کبھی بھی اس کے چہرے پر بل نہیں پڑا۔"

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ برائی کو مٹانے کے عزم کا اثر چہرے پر ظاہر ہونا بھی ضروری ہے۔ اتنا بڑا عابد و زاہد، لیکن چونکہ اسے لوگوں کے گناہ دیکھ کر ذرا بھی رنج و غم نہیں ہوتا تھا برائیوں کو دیکھ کر اس کے چہرے پر نفرت کا کوئی اثر نظر نہیں آتا تھا، اس لئے اس کی عبادت اور ریاضت اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچا سکی۔

❸ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿مثل القائم علی حدود اللّٰہ و المداھن فیھا کمثل قوم

استهموا علی سفینة فی البحر فاصاب بعضهم اعلاها و اصاب بعضهم اسفلها فکان الذین فی البحرا سفلها یصعدون فیستقون الماء فیصبون علی الذین فی اعلاها فقال الذین فی اعلاها لاندعکم تصعدون فتؤذوننا فقال الذین فی اسفلها فانا ننقبها فی اسفلها فنستقی فان اخذوا علی ایدیهم فمنعوهم نجوا جمیعا وان ترکوهم غرقوا جمیعا ﴾ (بخاری و ترمذی)

"اللہ کی حدود پر قائم اور ان میں مداہنت کرنے والے کی مثال اس قوم کی طرح ہے جنہوں نے سمندر میں ایک کشتی پر قرعہ اندازی کی تو ان میں سے بعض کو اوپر کا حصہ ملا اور بعض کو نیچے کا حصہ ملا۔ نچلے حصے والے پانی پینے کے لئے اوپر چڑھتے تو وہ اوپر والوں پر پانی گرا دیتے، اوپر والوں نے کہا کہ ہم تمہیں نہیں آنے دیں گے، تم اوپر چڑھ کر ہمیں تکلیف دیتے ہو، نیچے والوں نے کہا کہ ٹھیک ہے کشتی کے نیچے سوراخ کر کے وہیں سے پانی لے لیں گے۔ اگر اوپر والوں نے ان کے ہاتھ پکڑ کر انہیں سوراخ کرنے سے منع کیا تو سب لوگ بچ جائیں گے اور اگر چھوڑ دیا تو سارے لوگ ڈوبیں گے۔"

اس مثال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برائیوں کو روکنے کی اہمیت بیان فرمائی کہ اگر نیک لوگ دوسروں کو گناہوں سے روکنے کے لئے اپنی مکمل استطاعت اور ہمت سے کام نہیں لیں گے تو اللہ کے عذاب سے نیک لوگ بھی نہیں بچ سکتے۔ بہت سے لوگ کسی کو گناہ میں مبتلا دیکھ کر اسے تنبیہ کرنے کی بجائے یہ کہہ کر خود کو بری الذمہ سمجھنے لگتے ہیں کہ "اس کی قبر اس کے ساتھ ہماری قبر

ہمارے ساتھ" لیکن یہ صحیح نہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور خسارے سے بچنے کے لئے انسان کو چار کام کرنے پڑیں گے۔ فرمایا:

﴿والعصر ○ ان الانسان لفی خسر ○ الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر ○﴾ (۱۰۳۔ ۱ تا ۳)

"زمانہ شاہد ہے کہ بے شک انسان خسارے میں ہے مگر جو ایمان لائے، نیک اعمال کئے، حق بات کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے رہے۔"

یعنی یہ چار کام کرنے والا ہی کامیاب ہے:

① عقائد صحیح رکھنا:

تمام عقائد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق ہوں اگر ایک عقیدہ بھی غلط ہوا تو اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔

② نیک اعمال اختیار کرنا:

نیک اعمال کا مطلب یہ نہیں کہ تسبیحات و نفل عبادات خوب کرے بلکہ نیکی کی بنیاد اور روح ترک منکرات ہے۔

③ ایک دوسرے کو حق کی وصیت کرنا:

یعنی عقائد صحیحہ کی ایک دوسرے کو تبلیغ کرتے رہنا۔

⑨⑧ ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کرنا:

ایک دوسرے کو اعمال صالحہ یعنی گناہوں سے بچنے اور نفسانی تقاضوں کے وقت صبر کی تلقین کرتے رہنا۔

⑨⑨ یوم الحوادث:

بحمد اللہ تعالیٰ میرے اوقات اس قدر منظم ہیں کہ معمولات متعینہ سے زائد کوئی ذرا سا ہی کام پیش آجائے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی حادثہ ہوگیا، کسی روز متعدد لوگوں کو وقت ملاقات دینا پڑجائے تو میں اس دن کو "یوم الحوادث" کہا کرتا ہوں۔

①⓪⓪ نظام الاوقات کی تعیین کے فوائد:

نظام الاوقات کی تعیین میں یہ فائدے ہیں:

① معمولات میں ناغہ سے حفاظت رہتی ہے۔

② ہر کام میں یکسوئی رہتی ہے، ذہن منتشر نہیں ہوتا۔

③ متعلقین کو سہولت رہتی ہے۔

فہرست مواعظ ورسائل

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

خطبات الرشید	حقوق القرآن	علاج یا عذاب	چندہ کی رقوم کے احکام
استقامت	درد دل	غیبت پر عذاب	اللہ کے باغی مسلمان
انوار الرشید	زکوٰۃ کے مسائل	دینداری کے تقاضے	ایمان کی کسوٹی
رمضان ماہ محبت	قربانی کی حقیقت	عیسائیت پسند مسلمان	مراقبہ موت
زندگی کا گوشوارہ	گلستان دل	گانے بجانے کی حرمت	آسیب کا علاج
مسجد کی عظمت	میراث کی اہمیت	باب العبر	سیاست اسلامیہ
محبت الٰہیہ	بیعت کی حقیقت	ترک گناہ	شرعی پردہ
وہم کا علاج	ربیع الاول میں جوش محبت	ٹی وی کا زہر	شرعی لباس
مرض و موت	تبلیغ کی شرعی حیثیت اور حدود	حفاظت زبان	صراط مستقیم
نفس کے بندے	جشن آزادی	جواہر الرشید	صحبت کا اثر
صفات قرآن	مالداروں سے محبت	انفاق فی سبیل اللہ	حفاظت نظر
ہر پریشانی کا علاج	علماء کا مقام	عید کی سچی خوشی	ملا کا رزق
سود خور سے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا اعلان جنگ		زحمت کو رحمت سے بدلنے کا نسخہ اکسیر	
علم کے مطابق عمل کیوں نہیں ہوتا؟		شریعت کے مطابق وراثت کی اہمیت	

کتاب گھر کی دیگر مطبوعات

- مسلح پہرہ اور توکل
- سیدی و مرشدی
- مسلم طالبات
- پکار - دریچہ
- تحریک کشمیر کی شرعی نوعیت

کتاب گھر، السادات سینٹر بالمقابل دار الافتاء والارشاد، ناظم آباد، کراچی
فون: 021-36688239 موبائل: 0305-2542686